HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

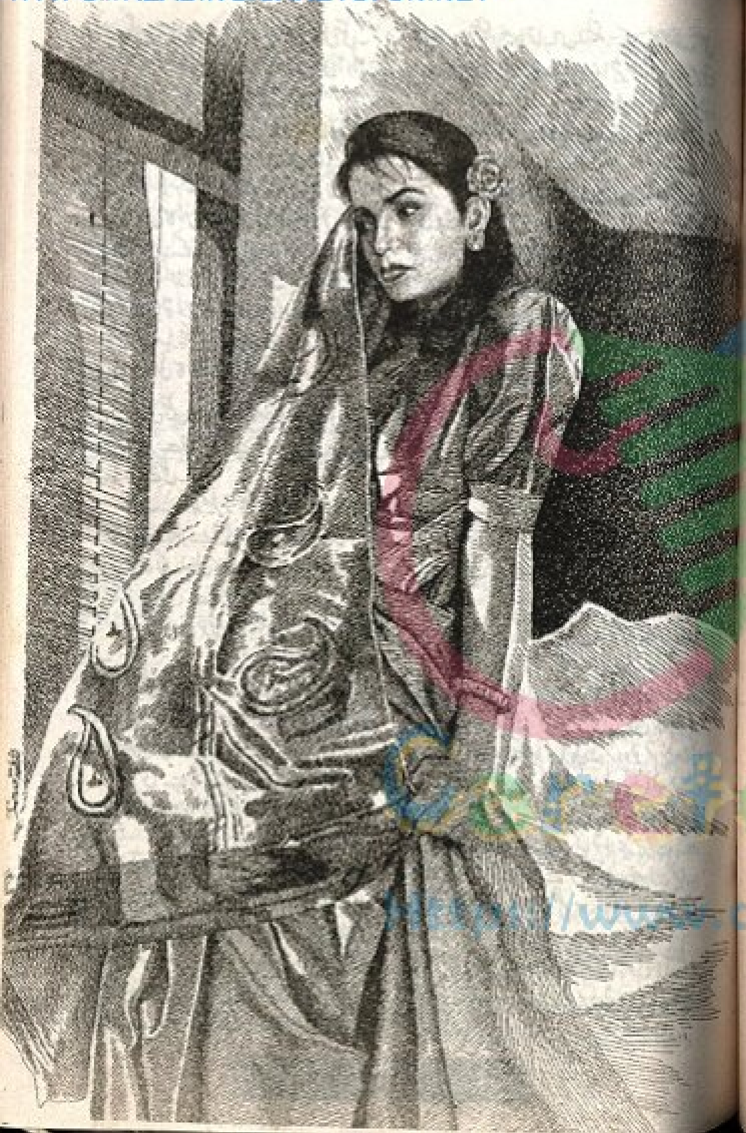

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

فرح بھٹو

میری طلب کا چاند

وہ موبائل پر فیس بک استعمال کر رہی تھی۔ دوستوں کی مختلف پوسٹس پر لائکس اور کمنٹس کرتی اس کی انگلیاں ایک پوسٹ پر آ کر تھم سی گئیں۔ نہال نے سول انجینئرنگ کا امتحان نمایاں نمبروں سے پاس کر لیا تھا۔ اس پوسٹ پر سینکڑوں لائکس اور کمنٹس کی بھرمار تھی۔

ندا نے کمنٹ باکس میں مبارک باد لکھنے کے بجائے اسٹیکرز کا آپشن دبایا۔ پھولوں والے کئی اسٹیکرز نظروں کے سامنے آ گئے۔ اس نے مبارک باد والا اسٹیکر دبایا تو غلطی سے "لویو" والے اسٹیکر سے انگوٹھا جا ٹکرایا اور آناً فاناً وہ کمنٹ باکس میں پوسٹ ہو گیا۔ ندا گھبرا گئی۔

ابھی ڈیلیٹ کرنے والی تھی کہ لائٹ جانے سے وائی فائی بند ہو گیا۔

"اللہ! اب کیا کروں، نیٹ پیکیج بھی ختم ہے۔" وہ بے بسی سے رونے والی ہو گئی۔

"اف وہ بدتمیز دیکھے گا تو کیا سوچے گا اور دوسرے لوگ دیکھ کر کیا سمجھیں گے۔" وہ بے چین ہو گئی اور لائبہ کو فون ملایا۔

"لائبہ! ایک مسئلہ ہو گیا ہے یار۔" دوسری طرف سے فون اٹھاتے ہی وہ فوراً بولی۔

"تمہارے ساتھ کب مسئلہ نہیں ہوتا۔" ایک

مکمل ناول

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET
HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

سنجیدہ گمبھیر آواز ابھری تو وہ مزید کچھ نہ بول سکی۔

"لائبہ کہاں ہے؟" عدا نے دھیمی آواز سے پوچھا۔ دل میں تو پٹاخے لگے تھے۔

"نہ سلام نہ دعا۔ کال کرنے کا بھی کوئی طریقہ ہوتا ہے۔" حلیم نے سابقہ انداز میں جتایا۔

"السلام علیکم! حلیم بھائی پلیز لائبہ کو سیل دیں۔" اس کا بس نہیں چل رہا تھا موبائل کے اندر گھس کر لائبہ کے پاس جا پہنچے۔

"وہ اسٹڈی کر رہی ہے۔" حلیم نے خشک لہجے میں بتایا تو عدا نے منہ لٹکا کر فون بند کر دیا۔

لائبہ میڈیکل کے سیکنڈ ایئر میں تھی۔ یہ وقت اس کی پڑھائی کا تھا اور اس کا فون پڑھائی کے وقت اس کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ وہ صبر کا گھونٹ پی کر رہ گئی اور چشم تصور سے نہال کو اپنے کمنٹ پر خوشی سے نہال ہوتے دیکھنے لگی۔

"اف۔ وہ بدتمیز تو بھنگڑے ڈال رہا ہوگا۔" عدا کو ایک بار پھر بے چینی نے گھیر لیا۔ دفعتاً اس کا موبائل بجنے لگا۔ نہال کالنگ۔ اسکرین پر جگمگا رہا تھا عدا نے کڑے دل سے کال اٹینڈ کی۔

"آج تو دل خوش کر دیا ڈیئر۔" وہ چھوٹتے ہی بولا۔

"غلطی سے مبارک باد کے بجائے وہ اسٹیکر چلا گیا۔ اب تم ڈیلیٹ کر دو پلیز۔" وہ تھوڑی لجاجت سے بولی تو نہال نے قہقہہ لگایا۔

"غلطی ہے تو حسین غلطی ہے۔" وہ مزے سے بولا۔ عدا کو چپ چڑھ گئی اور اس نے کال کاٹ دی۔

"بدتمیز نہ ہو تو۔" وہ تن فن کرتی موبائل کو بیڈ پر اچھال کر جیسے ہی کمرے سے نکلی ایک دم نکل واپس آ گئی۔ وہ بے تابی سے پلٹی اور بیڈ سے سیل اٹھا کر فیس بک کھولی اور نہال کی پوسٹ پر اپنا کمنٹ ڈھونڈا۔ اتنی سی دیر میں اس کے کمنٹ کو بارہ لائکس مل چکے تھے۔ نہال نے جواب میں لو یو ٹو کا خوب صورت اسٹیکر بھیجا تھا۔ اس اسٹیکر کے پیچھے مختلف معنی خیز ایموجیز کا تانتا بندھا تھا۔ عدا شرمندگی سے عرق عرق ہو گئی۔ جلدی سے کمنٹ کو ڈیلیٹ کیا لیکن اب یہ عمل بے فائدہ محسوس ہوا۔ اتنے میں لائبہ کا لنک اسکرین پر چمکا تو اس نے عجلت میں کال اٹھائی۔

"ہاں۔ عدا مجھے کال کی تم نے۔" وہ چھوٹتے ہی بولی تو عدا کو تاؤ چڑھا۔

"تم ایک تہذیب یافتہ بندے کی بہن ہو کر بھی تمیز سے بالکل عاری ہو۔ کال اٹینڈ کرتے ہی سلام دعا کرتے ہیں پھر مدعا پوچھتے ہیں۔" وہ ناک چڑھا کر بولی تو لائبہ ہنس دی۔

"حلیم بھائی سے بات ہوئی ہے تب ہی مرچیں چبا رہی ہو۔"

"ہاں پڑھا کو فیملی کی پڑھا کو لڑکی۔ تم تو میری ایمرجنسی کے وقت کتابوں میں گھسی ہوئی تھیں۔" عدا کو نئے سرے سے غم ستایا۔

"معاملہ کیا تھا۔ حلیم بھائی کے بقول بہت بے چین تھیں تم۔" لائبہ کے استفسار پر اس نے لب کاٹے۔

"یار! ایک غلطی ہو گئی۔ نہال کی رزلٹ والی پوسٹ پر کانگریٹس کے کمنٹ کے بجائے لو یو والا کمنٹ بھیج دیا۔ ابھی ڈیلیٹ کر رہی تھی کہ لائٹ چلی گئی۔ نیٹ پیکیج بھی ختم تھا۔ تمہیں کال ملائی کہ میرے اکاؤنٹ سے جا کر ڈیلیٹ کر دو تو تم پڑھائی میں مصروف۔ سو وہ کمنٹ سب نے دیکھا اور نہال کی چھچھوری ٹائپ خوشی عروج پر پہنچ گئی۔" عدا نے منہ بسورتے اپنا کارنامہ بیان کیا تو لائبہ حیرت سے سنتی رہی پھر اس کے منہ سے ہنسی کا فوارہ چھوٹ گیا۔

"عدا تم بھی نا پوری فلم ہو۔ ہاہا....." وہ ہنستی رہی۔

"میں کیوں فلم ہوں بھلا۔ ایک چھوٹی سی غلطی ہی تو ہوئی ہے۔" وہ برا مان کر بولی تو لائبہ نے اپنی ہنسی قابو کی۔

"یار! خود ہی کہتی ہو نہال کو سر نہیں چڑھانا اور اب اس کو تم نے آسمان پر پہنچا دیا ہے۔" لائبہ نے اس کا مخصوص جملہ دہرایا۔

"میں نے جان کر تو نہیں کیا نا۔" عدا نے اپنا دفاع کیا۔

"خیر ہے عدا وہ تمہارا منگیتر ہے۔" لائبہ نے تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

"ہاں۔ منگیتر ہے۔ منگیتر ایسے ہوتے ہیں؟ ہر وقت دوسری لڑکیوں کا ذکر کر کر کے میرا دل جلاتا رہتا ہے۔ فیس بک پر فی میل فرینڈز کی بھرمار ہے۔ یونیورسٹی میں بھی کئی چاند چڑھائے ہیں۔ نا صرف گرل فرینڈز بناتا ہے بلکہ ان دوستوں کی ساری تفصیلات مجھے سناتا ہے۔ یہ سوچے بغیر کہ میرے دل پر کیا بیتتی ہوگی۔" عدا بات کرتے ہوئے رو پڑی تو لائبہ تڑپ اٹھی۔

"اف عدا جانی! اب رو تو مت۔ وہ لاابالی سا لڑکا ہے۔ آج کل تو ویسے بھی یہ ایک عام بات ہے۔ کالج یونیورسٹی میں ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں تو لڑکے لڑکی میں بات چیت تو ہو ہی جاتی ہے۔ وہ تمہیں جلانے کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے۔" اس نے اپنی معصوم سی دوست کو تسلی دی۔

"حلیم بھائی بھی تو ہیں۔ ساری زندگی کو ایجوکیشن میں پڑھے۔ ڈاکٹر بن گئے۔ کبھی اس طرح چھچھور پن نہیں دیکھا۔ کوئی سلیکشن ہوتی ہے۔ نہال کسی ایک لڑکی کی بات کرے کہ اس میں کچھ بہت اچھا ہے تو میں کم سے کم برداشت کر لوں۔ لیکن یہ روز نئی لڑکی کو بھی دل دے دیتا ہے۔" عدا کی آخری بات پر لائبہ کی ہنسی نکل گئی۔

"ویسے حلیم بھائی کی تعریف کر رہی ہو آج۔ کمال نہیں ہو گیا۔" لائبہ نے بات بدلی۔

"ہاں تو ان کی اچھی عادت ہے ہی تعریف کے لائق۔ باقی وہ بلاوجہ جو رعب جھاڑتے ہیں وہ بات مجھے پسند نہیں۔" عدا نے صاف گوئی سے کہا۔

"واہ میری دوست۔ اچھی بات چاہے دشمن کی ہی ہو، بیان کر دینا بڑے جگرے کا کام ہے۔ اب ایسے وہ میرے جانی دشمن بھی نہیں۔ بس ان کے مزاج سے خائف رہتی ہوں۔" عدا رسان سے بولی تھی۔

"ہم..... گڈ۔ اب میرے لائق کیا حکم ہے۔" لائبہ نے پوچھا تو عدا نے دانت کچکچائے۔

"تمہارے لیے یہ حکم ہے کہ پریشانی میں بروقت میری مدد کرنے پر تم چھت کی پانی والی ٹنکی میں ڈوب مرو۔" اس نے بے مروتی سے کہہ کر کال بند کی تھی۔

☆☆☆

دوسرے روز شام کے وقت نہال ان کے گھر آدھمکا۔ عدا بیڈ پر تکیے سے ٹیک لگائے لیپ ٹاپ گھٹنوں پر رکھے افسانہ ٹائپ کرنے میں مگن تھی جب نہال نے آگے بڑھ کر لیپ ٹاپ کو بند کر دیا۔

"ارے میری اسٹوری۔" عدا بے اختیار چیخی تھی۔

"جانے دو فرضی کہانیاں اور مجھے دیکھو، تمہارا سچا قصہ میں ہوں۔" نہال نے سامنے بیٹھتے کہا تو عدا نے ناراضی سے اسے دیکھا۔

"کل تو مزہ ہی آ گیا۔ تمہارے کمنٹ پر جویریہ، فضا اور حرا تو باقاعدہ مجھ سے روٹھ گئیں۔ مجھے باری باری ان کو منانا پڑا۔" حسب عادت نہال نے عدا کا دل جلا کر خاکستر کر دیا۔

"وہ تمہاری ہوتی سوتی کیوں روٹھ گئیں۔ کیا تینوں کو تم سے اجتماعی پیار ہو چلا تھا۔" عدا چبھتے ہوئے لہجے میں بولی۔

"ہاہا..... اجتماعی تو نہیں مگر انفرادی طور پر وہ تمہارے منگیتر سے شادی کی خواہش مند ہیں۔" نہال نے قہقہہ لگایا۔

"تو کر لو پھر ایک ساتھ تینوں سے شادی۔ میری جان چھوڑو۔" عدا بھڑک اٹھی۔

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

"یار شادی تو کرلوں پر تمہارا کیا ہوگا۔ تم بھی تو سوکنیں برداشت نہیں کرسکتیں نا۔" وہ کچھ جھک کر ایک آنکھ دبا کر بولا۔

"سخت زہر لگ رہے ہو نہال!" نمدا بیڈ سے اتری۔

"ارے رکو تو حسینہ! تمہارے ہوتے میں کسی اور سے کس طرح شادی کرسکتا ہوں۔" نہال نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھایا۔

"فلرٹ تو چلا سکتے ہو اور بخوبی چلا بھی رہے ہو۔ نا صرف چلا رہے ہو بلکہ بیانگ دہل بتا بھی رہے ہو۔" نمدا غصے سے پھٹ پڑی اور اپنا ہاتھ نہال سے چھڑا لیا۔

"سب...... وہ تو یونہی دل پشوری کرتا ہوں۔ آج کے زمانے میں کون نہیں کرتا۔ یہ بھی تو سوچو کہ تمہیں سب بتا دیتا ہوں۔ کوئی مائی کا لعل ایسا کرتا ہے؟ سب چھپا چھپا کر دوستیاں کرتے ہیں۔" نہال نے معمول کے لہجے میں کہا۔

"تمہارے لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔" نمدا نے آنسوؤں کو اندر اتارتے پھر سوال کیا۔ نہال نے نفی میں سر ہلایا۔ نمدا نے ایک بار پھر اسی اذیت کو دل پر محسوس کیا۔

"سب کرتے ہیں۔" نہال کا جواب وہی تھا۔

"سب ایسے نہیں ہوتے نہال! کچھ باکردار بھی ہوتے ہیں۔" نمدا نے بھیگی آواز میں کہا۔

"اچھا...... تم نے دیکھا ہے ایسا کوئی سو کالڈ باکردار بندہ اس دور میں؟" وہ استہزائیہ انداز میں بولا۔

"حلیم بھائی ہیں نا، گڈ کریکٹر۔" نمدا نے بے ساختہ حلیم کا نام لیا۔ "کتنی لکی ہوگی وہ لڑکی جس کو وہ ملیں گے۔" نہال نے ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ضروری نہیں کہ جو بندہ جیسا نظر آتا، ہو وہ ویسا ہی ہو۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"اچھا یعنی تم جیسے لوز کریکٹر نظر آتے ہو ویسے نہیں ہو۔" نمدا فوراً بولی۔

"میں لوز کریکٹر ہوں؟ کچھ تو شرم کرو اپنے مستقبل قریب کے شوہر کے بارے میں یہ بیان دے رہی ہو۔"

"تمہاری حرکتوں کو دیکھ کر تمہیں شریف باکردار لڑکے کا میڈل تو نہیں پہنا سکتی۔" وہ چڑ کر بولی۔

"ٹھیک ہے، میری دوستیاں ہیں لڑکیوں سے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں بیڈ کریکٹر ہوں۔ ہاں میں منافق نہیں جیسا ہوں، سب کے سامنے ہوں۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔" اس کی بات پر نمدا پھیکا سا مسکرائی۔

"عجیب محبت ہے۔ جس میں سامنے والے کے جذبات کو بے دردی سے روندا جارہا ہے۔ دنیا کے منگیتر جب ایک دوسرے سے مل بیٹھتے ہیں تو اپنی باتیں کرتے ہیں اور یہاں ہم جب ملتے ہیں تم اپنی دوستوں کو ڈسکس کرنے بیٹھ جاتے ہو۔"

"تو یار! تم بھی تو ویسی لفٹ نہیں کرواتیں مجھے۔ نہ خود پیار کرتی ہو، نہ کسی کو کرنے دیتی ہو۔" وہ ذومعنی انداز میں بولا۔

"مجھے لمٹس (حد) میں رہنا اچھا لگتا ہے۔" نمدا ایک دم سنجیدہ ہوئی۔

"تو ٹھیک ہے رہو لمٹس میں۔ پھر مجھ سے شکایت بھی مت کرو۔" وہ کھورپن سے بولا تو نمدا کو بھی غصہ آگیا۔

"میرا دل جلتا ہے نہال! ساری زندگی تمہارے ساتھ گزاری تو جل جل کر کوئلہ ہو جاؤں گی۔ میرے بس میں ہوتا تو تمہارے جیسے مزاج کا لڑکا کبھی منتخب نہ کرتی۔ والدین بعض اوقات غلط ہی کر دیتے ہیں بچپن میں رشتے جوڑ کر۔ بڑے ہو کر کوئی کس عادت کا نکلے، کچھ پتا نہیں ہوتا۔" نمدا نے بہت عرصے سے دل میں اٹھتی گھٹن کو باہر نکالا تو نہال حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہاری منگنی تمہیں ایک غلطی لگ رہی ہے۔ اگر تمہیں انتخاب دیا جاتا تو تم اپنے جیسا کوئی پارسا منتخب کرتیں۔" وہ چبا کر بولا تو نمدا کو اپنے کچھ غلط بول دینے کا احساس ہوا۔

"میرا مطلب ہے نہال......!"

"میں سمجھ چکا ہوں تمہاری بات کا مطلب۔ اب مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔ گڈ بائے۔" نہال نے اس کی بات کاٹ کر کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

نمدا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

☆☆☆

پھر وہ رات کا کھانا بھی ٹھیک سے نہ کھا سکی۔ رہ رہ کر اپنی حد درجہ کی صاف گوئی پر پچھتاتی رہی۔ پھر سوچتی بھلا کب تک اپنے جذبات دبا کر بیٹھی رہتی۔ اب کم از کم اسے احساس تو ہوگا کہ وہ جو کر رہا ہے وہ غلط ہے۔ پھر نہال کی ناراضی کا خیال آتا تو بے چین ہو جاتی۔ وہ کسی کو خود سے خفا نہیں دیکھ سکتی تھی اور یہ حساسیت ہی تھی جس نے اس کو تمام رات بے کل رکھا۔

☆☆☆

اگلے دن وہ تایا کے پورشن میں آئی تو یہاں ہنگامہ برپا تھا۔ رمشہ آپی اور لائبہ بڑی بڑی چادروں سے اپنے جسم اور چہرے اچھی طرح لپیٹے۔ بینا باجی کی بچیوں کو گود میں اٹھائے تقریباً بھاگ رہی تھیں جو حلق پھاڑ پھاڑ کر ماما کی گردان کیے جارہی تھیں۔

"میں ماما ہوں تمہاری چندا۔" رمشہ نے ڈھائی سالہ عدن کو بینا باجی کی آواز نکال کر یقین دلایا تو عدن نے رونے کے اگلے پچھلے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے رمشہ کے چہرے سے چادر کھینچنا شروع کر دی۔

"ارے...... کیا کر رہی ہو چالاک لڑکی۔" رمشہ کا آدھا چہرہ کھلا تو وہ بوکھلا کر اسے ڈھانپنے لگی مگر تب تک عدن بی بی کے شک کی تصدیق ہو گئی کہ چادر میں چھپی ماں نہیں خالہ ہے۔ اس نے چیخ و پکار اور تیز کر دی۔

"اللہ۔ بینا باجی کی بچیاں تو پوری آفت ہیں۔" لائبہ کو غصے کے ساتھ ہنسی بھی آرہی تھی۔ اس کی گود میں ڈیڑھ سال کی منصہ بھی اودھم مچا رہی تھی۔

"لو خدا! میرے تو بازو تھک گئے اسے گود میں اٹھا کر۔" لائبہ سے اچھی خاصی صحت مند بچی سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔

"لائیں اسے مجھے دے دیں۔" نمدا نے آگے بڑھ کر رمشہ سے عدن کو لیا جو رو رو کر بے حال ہو رہی تھی۔

"بینا باجی کہاں ہیں۔" نمدا نے ہاتھوں سے پھسلتی بچی کو کس کر پکڑا۔

"امی کے ساتھ دورے پہ نکلی ہیں۔ میکے آکر وہ کبھی ٹک کر بیٹھتی کہاں ہیں۔ سب رشتہ داروں سے ملنے ملانے دوڑتی ہیں۔" رمشہ نے چادر صوفہ پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"پھر بچیاں ساتھ لے جاتیں نا۔" نمدا نے دونوں کزنز کو ترحم آمیز نظروں سے دیکھا۔

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

"کسی جاننے والی کی تعزیت پر گئی ہیں۔"

لائبہ نے فیڈر حفصہ کے منہ میں دیتے ہوئے بتایا۔ حفصہ نے ہاتھ مار کر فیڈر گرا دیا۔ عنا کو مستقبل کی ڈاکٹرز کی یہ حالت دیکھ کر گدگدی بھی ہو رہی تھی پر کھل کر ہنسنے میں نقص امن کا خدشہ تھا۔

بینا باجی عنا کی سب سے بڑی تایا زاد بہن تھیں جو اپنے خالہ زاد کزن کے ساتھ گاؤں میں بیاہی ہوئی تھیں۔ وہ بھی ڈاکٹر تھیں مگر ثاقب بھائی نے ان کو پریکٹس کرنے نہ دی۔ بینا باجی کو ہاؤس وائف بننے پر خاص اعتراض بھی نہیں تھا۔

وہ بڑی وڈیرن (زمیندارنی) بن کر حجرے میں تھیں۔ ان کی تین بیٹیاں تھیں۔ جو چار پانچ ماہ بعد ننھیال آتیں تو خالاؤں ماموں سے مانوس نہ ہو پاتیں۔

بینا باجی سیر و تفریح کی شوقین تھیں۔ سو میکے آتیں تو تب سے پروگرام گھومنے پھرنے کے بنائی رہتیں۔ میڈیسن کی پڑھائی میں الجھی ہوئی رمشہ، لائبہ اس بات سے بےزار رہتیں۔ لیکن تایا کی پہلوٹھی کی لاڈلی بیٹی ہونے کی حیثیت سے ان کی بہت اہمیت تھی۔ بڑی بہن کے آگے تو اکلوتے مزاج دار بھائی کی بھی دال نہیں گلتی تھی۔

"ارے۔ میں دو گھڑی کے لیے گئی اور پیچھے میری بچیوں کو رلا رلا کر نڈھال کر دیا۔" بینا باجی نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہی دہائی دی تو تینوں بری طرح اچھل پڑیں۔

"غضب خدا کا، گیٹ کے باہر تک میری شہزادیوں کے رونے کی آواز آ رہی ہے۔" انہوں نے جھٹ پٹ اپنی بچیاں کھینچ کر سینے سے لگا لیں۔ بچیاں بھی ماں کو دیکھ کر خاموش ہو گئی تھیں۔

"ان کا والیم ہی اتنا اونچا ہے، ہمارا کیا قصور۔" لائبہ نے کندھے اچکائے تو تائی نے گھور کر بیٹی کو دیکھا۔

"کیسی ہو عنا؟ آمنہ کیسی ہے؟" تائی نے عنا سے پوچھا۔

"الحمدللہ۔ سب خیریت ہے۔"

"عنا جانی، بڑے دن بعد چکر لگایا۔" بینا باجی بھی پیار سے ملیں۔

"تمہاری افسانہ نگاری کیسی چل رہی ہے۔ کتنے افسانے شائع ہوئے۔" پھر اشتیاق سے پوچھا تو عنا مسکرا دی۔ اس طرح کے سوال کی توقع اس گھر میں صرف بینا باجی سے ہی کی جا سکتی تھی۔

"آٹھ افسانے دو مکمل ناول۔" عنا نے بتایا تو باجی بے طرح خوش ہو گئیں۔

"ارے واہ۔ یہ ہوئی نا بات۔ مجھے تو اب فرصت کم ملتی ہے مگر مجھے دو چار میگزین دے دینا۔ واپس گاؤں جا کر پڑھوں گی۔" انہوں نے کہا تو عنا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آپ پڑھ کر رائے ضرور دیجیے گا۔ ایک آپ ہی ہیں جو میری اس صلاحیت کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں ورنہ ہماری فیملی میں سے تو کسی کو ذرا دلچسپی نہیں۔" عنا نے افسردگی سے کہا تھا۔

"بس چندا! سب کے شوق الگ الگ ہیں حالانکہ مجھے شروع سے ہی میڈیکل پسند ہے پر ڈائجسٹ بھی جم کر پڑھے۔ حلیم بڑا ہوا تو بہت چڑتا تھا پر چھوٹے بھائی کی سنتا کون ہے۔ میں کہتی جا کر اپنی بیوی پر رعب جمانا، اس کو ہاتھ نہ لگانے دیتی میں تو پڑھوں گی۔" وہ گزرے دنوں کو دہرا کر کھلکھلائیں۔

"اب حلیم نے چھوٹی بہنوں کو کھینچ کر رکھا ہے۔ کسی ایکسٹرا سرگرمی میں الو ہونے نہ دیا بس میڈیکل پر سوار کر دی دونوں کے۔" وہ رمشہ اور لائبہ کو دیکھ کر افسوس سے بولیں تو دونوں نے مظلوم سے چہرے بنا لیے۔

"نہ چندا دل برا نہ کرو۔ کل کا پروگرام ڈن ہے نا۔ عنا تم بھی تیار رہنا کل شام کو۔" بینا باجی نے آفر کی تو عنا نے سر ہلایا۔

"جانا کہاں ہے؟" رمشہ نے اہم سوال کیا۔

"آوارہ گردی کرنے۔" بینا باجی نے قہقہہ

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

لگایا پھر چاچی سے باتوں میں مصروف ہو گئیں۔ عنا نے موقع غنیمت جان کر لائبہ کا ہاتھ تھاما اور اس کے بیڈروم میں چلی آئی۔

"ہاں اب سناؤ نئی تازی۔" لائبہ جانتی تھی اسے کوئی بات بتانی ہے جب ہی کھینچ لائی ہے۔

"کیا نئی تازی۔" عنا نے لمبی سانس لی۔ لائبہ کے استفسار پر کل کی ٹینشن چہرے پر در آئی تھی۔ آنکھیں ایک دم چھلک گئیں۔ لائبہ نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے عنا!"

"زکام۔" عنا نے ناک رگڑتے نظریں چرائیں۔

"تم جانتی ہو، تمہیں جھوٹ بولنا نہیں آتا۔ پھر بولنے کی کوشش کیوں کرتی ہو۔ چلو جلدی بتاؤ کیا بات ہوئی ہے۔" لائبہ نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا تو عنا اب کانپنے لگی۔

"وہ......کل نہال کے ساتھ میری......" عنا نے مختصراً ساری کہانی کہہ سنائی۔

"ہم......تو اب موصوف کو غصہ چڑھا ہے۔" لائبہ نے لمبی سانس کھینچی۔

"خود زمانے بھر کی آوارگیاں کرتا پھرے۔ تم جل جل کر مر جاؤ اس کی بلا سے۔ کوئی پروا نہیں متکبر کے احساسات کی اور ذرا سا آئینہ دکھاؤ تو بلبلا اٹھتے ہیں حضرت۔ اچھا کیا تم نے جو حلیم بھائی کی مثال دی۔ خاندان کے سب لڑکے اس کی طرح تھوڑی ہیں۔ اور اب روٹھا بیٹھا ہے۔ زیادہ پروا کرو گی تو اس کو لگے گا اس کی کوئی غلطی نہیں۔" اس نے عنا کے بکھرے بال سنوارے تو عنا پھیکا سا مسکرا دی۔

"ایسے ہی مسکراتی رہو۔ یہ عمر کیا تمہارے جل جل کر مرنے کی ہے۔" لائبہ نے اسے گلے لگایا تو وہ کملی کی محبت پر آب دیدہ ہو گئی۔

"ارے اب رو تو مت۔" لائبہ نے پیار سے اس کی آنکھیں صاف کیں۔

"بدتمیز لڑکا میری بہن کو اتنا رلا رہا ہے۔" اسے نہال پر ایک بار پھر تاؤ آیا۔ "اگر وہ حلیم بھائی کے ذکر سے چڑ رہا ہے تو عنا! تو اس کو اور چڑاؤ۔ زیادہ سے زیادہ حلیم بھائی کی تعریفیں کرو۔ اس کو باور کرواؤ کہ تمہیں ایسے لڑکے پسند ہیں۔ پھر دیکھنا وہ کیسے جلن و حسد کا شکار ہوتا ہے اور حسد کی آگ اس کو تمہارے لیے اچھا بننے پر مجبور کر دے گی۔"

لائبہ سے پیاری دوست اور کزن کا دکھ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اپنی طرف سے نہال کو سبق سکھانے کے گر بتانے لگی۔ عنا بغور اس کے مشورے سنتی رہی۔

☆☆☆

لائبہ کی باتوں سے کسی حد تک دل کو تسلی ملی تھی۔ سو اگلے دن عنا کا موڈ خوش گوار تھا۔ بینا باجی، رمشہ اور لائبہ کے ساتھ بقول بینا شہر بھر کی خاک چھانتے بہت مزا آیا۔ شام تک مالز کی برانڈڈ شاپس سے اچھی خاصی شاپنگ بھی کر لی گئی۔ اب ارادہ فوڈ کارنر پر دھاوا بولنے کا تھا کہ بینا باجی کو ایک مردانہ شاپ پر حلیم نظر آ گیا۔

"لو جی۔ ہمارے ساتھ گھومنے جانا ہو تو صاحب بہادر سو نخرے دکھاتے ہیں، یہاں اکیلے اکیلے اپنی شاپنگ میں مصروف ہیں۔"

وہ اپنی بچی عنا کو تھما کر خود حلیم کے سر پر جا پہنچیں۔ اپنی دھن میں مگن حلیم، بینا باجی کو دیکھ کر چونک اٹھا۔ دکان کے گلاس وال سے نظر آتے اس کے تاثرات اور بینا باجی کی چلتی زبان ان تینوں کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"بس بس بہانے چھوڑو اور اچھا سا کچھ کھلاؤ ہمیں۔" بینا باجی، حلیم کا بازو پکڑ کر دکان سے برآمد ہوئیں۔

"واپسی بھی اب تمہارے ساتھ ہی ہو گی۔" وہ اعلان کر کے ایسکیلیٹر کی طرف بڑھیں تو حلیم نے بےچارگی سے ان کی پیروی کی۔ فوڈ کارنر سیکنڈ فلور پر تھا۔ رمشہ اور لائبہ، بینا باجی کے ساتھ ایسکیلیٹر پر چڑھیں۔ عنا نے بھی بچی گود میں اٹھائے پائیدان پر

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET
HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

چور کیے۔ اچانک اس کا توازن بگڑا اور وہ جھٹکے سے پیٹھ کے بل پیچھے کی طرف لہرا کر گری۔ حلیم جو ان سب کے پیچھے تھا فوراً آگے جھکا اور فرش پر گری عنا کو بازوؤں سے تھام کر اوپر چڑھتی برقی سیڑھیوں سے دور کیا۔ عنا نے کسی عدن کو سختی سے بانہوں میں جکڑے رکھا تھا۔

"ہائے اللہ یہ کیا ہوا۔" بینا باجی جو اوپر پہنچ چکی تھیں یہ منظر دیکھ کر چیخیں۔ رمشہ اور لائبہ بوکھلا کر ساتھ والی برقی سیڑھیوں کی طرف دوڑیں۔ حلیم نے تب تک بینا باجی کی بچی عنا سے لے لی تھی اور اب بادل ناخواستہ عنا کو ہاتھ بڑھا کر اٹھنے میں مدد دے رہا تھا۔

"ایسکیلیٹر پر بیلنس رکھنا نہیں آتا تو چڑھتی کیوں ہو۔" وہ بہت بگڑے انداز سے عنا کو گھور کر بولا تو عنا شرمندگی سے عرق عرق ہوگئی۔ پہلے ہی ایک دم گرنے پر دل دہل گیا تھا پھر پبلک پلیس پر لوگوں کی موجودگی اور اسمارٹ فونز سے موویز بنا لینے کا خیال بھی ستا رہا تھا۔ حلیم کی بات پر وہ رونے والی ہوگئی۔

"عنا! تم ٹھیک تو ہو۔ عدن میری بچی۔" بینا باجی نے جھپٹ کر اپنی بچی حلیم سے لے کر اسے چوما۔

"کہیں چوٹ تو نہیں لگی۔" رمشہ نے عنا کو کندھے سے لگا کر پوچھا تو اس نے نفی میں سر ہلایا حالانکہ کمر بہت درد کر رہی تھی مگر حلیم کے سامنے وہ کچھ نہ کہہ سکی۔

"شکر، سب خیر رہی۔ گھر جا کر صدقہ نکالوں گی۔" بینا باجی نے مطمئن ہو کر کہا۔

"کچھ بھی کیجیے گا۔ ابھی تو یہاں سے چلیں۔ تماشا بنا دیا ہے خواہ مخواہ۔" حلیم آف موڈ سے لفٹ کی طرف بڑھا کہ دوبارہ برقی سیڑھیوں کا رسک لینا عقل مندی نہیں تھی۔ پھر اسی موڈ سے ان سب کو اچھا سا کھانا کھلایا۔ مگر اب ماحول یکسر بدلا ہوا تھا۔

"بینا باجی نے حلیم بھائی کو خواہ مخواہ ساتھ لے لیا۔ اب دیکھو تو موڈ خراب کیے بیٹھے ہیں۔" لائبہ نے عنا کے کان میں سرگوشی کی تو عنا نے بغور حلیم کو دیکھا جس کے وجیہہ چہرے پر دنیا بھر کی بے زاری طاری تھی۔

"چلیں اب۔" کھانا کھا کر سب سے پہلے حلیم نے اٹھنے میں پہل کی تو سب بھی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ پھر گاڑی میں بیٹھ کر گھر واپس آنے تک خاموشی ہی رہی۔

☆☆☆

"کیسی ہو؟" نہال نے اچانک آ کر چونکایا تھا۔ عنا بالوں میں ہیئر برش پھیرتی تھم سی گئی۔

"بالکل ٹھیک، تم سناؤ۔" وہ اس کے چہرے پر گزری باتوں کا عکس ڈھونڈنے لگی۔

"مزے میں۔" وہ صوفے پر دھپ سے بیٹھا تھا۔

"کیا بتاؤں، تتلیوں کے درمیان ہوں چوبیس گھنٹے۔" وہ چٹخارا لے کر بولا تو عنا حلق تک کڑوی ہوگئی۔

"تم نے انجینئرنگ کی ہے یا فلرٹ پن میں ماسٹرز کر رکھا ہے۔" وہ چیخ کر بولی تو نہال نے قہقہہ لگایا۔

"جل گئیں نا۔ شاباش جلتی رہو۔ اسی بہانے تمہاری کیلوریز برن ہوں گی۔" نہال نے مسخرے پن سے کہا۔

"آج تک ایسا منگیتر دیکھا نہ سنا جو غیر لڑکیوں کو اس طرح اپنی منگیتر کے سامنے ڈسکس کرتا ہو۔" عنا بڑبڑائی تھی۔

"تم بچی والی منگیتر ہو تو میں کیوں ادھر ادھر منہ ماری کروں۔" وہ صوفے سے اٹھ کر ایک دم عنا کے مقابل کھڑا ہوا۔

"کیا مطلب؟" عنا جانتی تھی، اب وہ کیا کہنے والا ہے مگر قصداً انجان بن گئی۔

"اب اتنی بچی بھی مت بنو۔ یونیورسٹی میں پڑھتی ہو، نیٹ یوز کرتی ہو اور رنگیلی فیاسی کا مطلب نہیں جانتیں۔" وہ کچھ قریب آیا تھا۔

"دیکھو عنا! مجھے تم سے جو چاہیے وہ مل نہیں رہا تب ہی میں گرل فرینڈز بنا رہا ہوں۔ جانتی ہو نا۔" نہال نے اچانک اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تو عنا کرنٹ کھا کر ایک دم دور ہٹی اور بے یقینی سے نہال کو دیکھا۔ آج نہال بہت کھل کر بات کر رہا تھا۔

"یہی کرتی ہو میرے ساتھ۔ میرا ذرا سا چھونا تمہیں ناگوار گزرتا ہے۔ تم نے مجھے وہ پیار، وہ کیئر کبھی دی ہی نہیں جو منگیتر کی حیثیت سے مجھے ملنی چاہیے۔" وہ بھڑک کر بولا۔ عنا کا دل لرز اٹھا۔

"کون سا پیار چاہیے تمہیں۔ جل جل کر خاک ہوگئی ہوں۔ رلا رلا کر مار دیا ہے۔" وہ روہانسی ہوئی۔

"تو جان! کون کہتا ہے، روتی رہو۔ لائف انجوائے کرو۔ کبھی گھومنے نکلو میرے ساتھ۔ باتیں کریں دو چار۔ کچھ دل کی کہیں، کچھ سنیں۔" نہال نے اسے نرم دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑا۔

"نہال!" عنا نے ناگواری سے اپنا ہاتھ کھینچا۔

"ہم نکلتے تو ہیں گھومنے پھرنے ساری فیملی کو لے کر۔" نہال نے برا سا منہ بنایا۔

"ایسا گھومنا نہیں۔ میرے ساتھ اکیلی چلو اپنے فارم ہاؤس پر ایک دن گزاریں بھرپور طریقے سے۔ صرف ہم ہوں اور پیار محبت کی باتیں۔" نہال نے عنا کے ہاتھ پر اپنا دباؤ بڑھایا۔

"نہال! ہم عزت دار خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے یہاں اتنی قربت صرف میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہے۔" وہ خائف ہو کر بولی تھی۔

"ہاہا...... لگتا نہیں تم اس زمانے کی لڑکی ہو۔ ایک پاپولر فکشن رائٹر۔ اپنی اسٹوریز میں لڑکا لڑکی کو رومانس کیسے کرواتی ہو۔ کیا پچھلی صدی کی ان چھوئی اور حسرت زدہ محبت کرتے ہیں تمہارے کردار۔" نہال نے قہقہہ لگا کر طنز سے پوچھا تو عنا حیران رہ گئی۔ آج سے پہلے وہ اتنا بے باک کبھی نہ ہوا تھا۔ نہ ہی کبھی اس طرح عنا کے لکھاری ہونے کو طنز کا نشانہ بنایا تھا۔

"ایک رائٹر کی ویلیوز ہی اس کی لکھائی سے جھلکتی ہیں اور میں اپنی اسٹوریز میں محبت کو ایک آفاقی جذبے کے طور پر پیش کرتی ہوں۔ جو محبت کی اصلی اساس ہے وہی دکھاتی ہوں۔ میرے کردار ایک دوسرے سے باعزت محبت کرتے ہیں۔" وہ متحمل لہجے میں بولی۔

"اچھا تو میں تم سے باعزت محبت نہیں کرتا۔ کہیں تنہائی میں مل بیٹھ کر دو چار پیار بھری باتیں کرنے سے محبت بے عزت ہو جائے گی۔" نہال نے سابقہ ٹون میں کہا۔

"ہاں، اس طرح محبت رسوا ہو جاتی ہے۔ اپنی نظروں میں آپ گر جاتی ہے۔" عنا نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"تم بلاوجہ پوز کر رہی ہو عنا! اور کب سے کر رہی ہو۔ میں فیڈ اپ ہو رہا ہوں تمہاری سو کالڈ پارسائی سے۔" نہال کے چہرے پر بے زاری چھائی ہوئی تھی۔

"نہال! تم ایسے کیوں ہو۔ ہماری فیملی کے دوسرے لڑکے بھی تو ہیں۔ وہ تو خاندان کی لڑکیوں کی عزت کرتے ہیں اور تم......"

"میں نے کیا کر دیا ہے ایسا کہ تم کو اپنی عزت خطرے میں نظر آ رہی ہے۔" نہال نے درشتی سے کہا۔ "اور خاندان کے لڑکوں میں سرفہرست شرافت کے اونچے درجے پر تمہارے حلیم صاحب براجمان ہوں گے۔ جنہوں نے کبھی کسی لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا ہوگا۔ ہے نا۔" وہ تمسخرانہ بولا تو عنا نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"تمیز سے بات کرو۔ وہ ہمارے بڑے کزن ہیں۔" وہ فوراً بولی تو نہال نے سر جھٹکا۔

"بڑے نہیں سر چڑھے کہو۔ ہمارے بڑوں نے ان کو بہت سر چڑھا لیا ہے، خود کو بہت ذہین اور اسمارٹ سمجھتے ہیں۔ خاندان کے پہلے چشم و چراغ کیا ہوئے، کنگ بن گئے ہوں جیسے۔" نہال تنفر سے بولا تھا۔

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

"تمہیں چھوڑ دو یہ باتیں۔ پھر چل رہی ہو نا میرے ساتھ۔" وہ ایک دم سابقہ انداز میں پلٹا تو عدا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"نہیں۔" پھر سنبھل کر بولی۔

"او کے۔" نہال کے چہرے پر تناؤ کی کیفیت پیدا ہوئی۔ "برداشت کرو پھر میری گرل فرینڈز اور ان سے جڑے قصوں کو۔" وہ اطمینان سے بولا تو عدا کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

"گڈ بائے۔" نہال کہہ کر رکا نہیں اور عدا کی آنکھیں نم ہونا شروع ہو گئیں۔

☆☆☆

پھر کتنے ہی دن وہ بے چین رہی۔ نہال کا یہ رویہ معمول کا حصہ بن چکا تھا مگر اس کی حساس فطرت اسے قبول کرنے کو تیار نہ تھی۔

یونیورسٹی میں کلاسز شروع ہونے میں ابھی وقت تھا۔ ادھر ہینا روز نت نئے آؤٹنگ کے پروگرام بناتی تو عدا بھی شامل ہو جاتی پر دل کی اداسی کم نہ ہوتی۔ دو ہزار گز پر بنے اس کشادہ بنگلے میں سب کے پورشنز اگرچہ الگ بنے ہوئے تھے مگر دن رات کا آنا جانا ایک دوسرے کے گھر لگا رہتا۔ حسین مینشن میں تین بھائیوں کا خاندان بیک وقت رہائش پذیر تھا۔ بڑے اعتزاز حسین کی تین بیٹیاں ہینا، رمعہ اور لائبہ اور ایک اکلوتا بیٹا حلیم تھا۔ دوسرے ایاز حسین کے دو بیٹے نہال اور طلال تھے اور تیسرے فراز حسین کی ایک اکلوتی اولاد عدا تھی جو اکلوتی ہونے کے باعث بہت زیادہ لاڈلی اور اس سے زیادہ حساس تھی۔ ایک چچا زاد میں اپنے دو بیٹوں اور ایک بیٹی کے ساتھ مقیم تھے۔ ایاز حسین اور فراز حسین کی بیویاں سگی بہنیں تھیں۔ سو دونوں بہنوں میں قربت بھی دیورانی جٹھانی کے رشتے سے بڑھ کر تھی۔

ان کی فیملی میں خاندان میں شادیاں کرنے کا رواج تھا۔ مگر رشتے بچپن میں نہیں جوڑے جاتے تھے۔ عدا کی پیدائش پر روایت بدلی اور بڑی بہن نے بہت مان سے چھوٹی بہن سے بیٹی کا رشتہ مانگ لیا۔ انکار کی کوئی گنجائش نہ تھی، دو طرفہ رشتہ تھا۔ یوں خالہ زاد اور چچا زاد کزن بچپن کی منگنی میں بندھ گئے۔ مگر شعور کی آنکھ کھلتے ہی عدا نے اپنے اور نہال کے مابین اس نازک رشتے کو ایک اذیت کی طرح محسوس کیا تھا۔

وجہ نہال کا بے حد بولڈ مزاج تھا۔ وہ نوجوانی میں قدم رکھتے ہی عدا کو اپنی ذاتی ملکیت سمجھنے لگا جس پر وقت سے پہلے ہی اپنا قبضہ جما لینا چاہتا تھا۔ وہ سگا چچا زاد تھا۔ ایک ہی گھر میں رہتا تھا۔ مختلف پورشن الگ تھے۔ ہر وقت کا ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ ایسے میں وہ عدا کو جہاں تنہائی میں دیکھتا گھیر لیتا اور رومانس جھاڑنا شروع ہو جاتا۔ عدا الگ مزاج کی لڑکی تھی۔ اس کو حدود سے نکلنا یہ منگیتر بالکل اچھا نہ لگتا۔ وہ نہال سے کترانے لگی۔ اس سے نرم لہجے میں بات کرنا چھوڑ دیا۔ انگلی پکڑاؤ تو ہاتھ پکڑتا۔ معاملہ عجیب تھا۔ کسی سے کچھ کہہ بھی نہ سکتی تھی۔ بہن کوئی تھی نہیں۔ لے دے کے چچا زاد بہن لائبہ کو تھوڑا بہت حال دل سنا لیتی۔ پر کھل کر پھر بھی نہ بتا پائی۔

وقت کچھ آگے بڑھا تو نہال دوسری لڑکیوں سے دوستیاں گانٹھنے لگ گیا۔ اب عدا کو دوسری طرح تنگ کرنے لگا۔ روز نئی لڑکیوں کے نئے قصے جہاں جہاں عدا نظر آتی شروع ہو جاتا۔ عدا چڑتی چیختی کچھ بھی کرتی نہال باز نہ آتا۔ زیادہ غصہ کرنے پر ایک ہی جواب۔ تم لفٹ نہیں کرواتیں تو کیا کروں اور عدا کو اس لفٹ کا مطلب اچھی طرح معلوم تھا سو چپ ہی رہتی۔

اسی ذہنی اذیت میں اس کی توجہ لکھنے کی طرف مبذول ہوئی۔ عدا کا ذہن بٹ گیا۔ وہ کمال کے افسانے لکھنے لگی۔ ہینا باجی کے اصرار پر ایک ادارے میں افسانے بھیج دیے اور پہلے ہی ماہ ایک افسانہ چھپ گیا۔ پھر تو جیسے سلسلہ شروع ہو گیا۔ زندگی کا جمود چھٹا اپنی پہچان ملی۔ سوچوں کا دھارا بدلا۔

وہ فارغ اوقات میں کاغذ قلم سے رشتہ جوڑتی تو خود کی بھی خبر نہ رہتی۔ مگر اس سکون میں نہال کا پھینکا پتھر تلاطم پیدا کر دیتا تھا۔ وہ اسے اس طرح زچ

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

کرتا کہ وہ تڑپ کر رہ جاتی۔

☆☆☆

کچھ دنوں سے موسم سہانا ہو گیا تھا۔ صبح سویرے کالے بادل آکاش پر چھا جاتے اور بارش شروع ہو جاتی۔ عدا کو یہ موسم بہت بھاتا تھا۔ اس کی افسردگی کسی کونے میں جا چھپی۔ موسم کی جولانی دیکھ کر ہینا نے فوراً پکنک کا پروگرام بنا لیا۔ فیملی کے ساتھ فارم ہاؤس میں ایک بھرپور دن گزارنے کا آئیڈیا سب کو پسند آیا۔ ان کی آبائی زمینوں پر بنا یہ خوب صورت فارم ہاؤس اکثر ان کی پکنک کا مرکز بنا رہتا تھا۔ اس خوش گوار صبح "حسین مینشن" میں آؤٹنگ پر جانے کی ہلچل مچی تھی۔ عدا لائبہ والوں کے پورشن میں آئی تو وہ ابھی تیار ہو رہی تھیں۔

"السلام علیکم تایا۔" وہ لاؤنج میں بیٹھے اعتزاز حسین کے پاس آکر بیٹھی۔

"ارے ہماری بچی آئی ہے۔ کیسی ہو۔" وہ خوش دلی سے بولے۔

"بالکل ٹھیک۔ فراز نہیں جا رہا۔" انہوں نے بابا کا پوچھا تو عدا نے نفی میں سر ہلایا۔

"بابا کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔"

"اتنی دیر ہو گئی ہے۔ تم لوگوں کی تیاریاں ختم نہیں ہو رہیں۔" حلیم اپنے کمرے سے باہر آیا۔ وہ کالے رنگ کی شلوار قمیص میں ملبوس تھا۔ گندمی چہرے پر کھڑے تیکھے نقوش میں اتنی جاذبیت تھی کہ ان پر بے مغرور تاثرات بھی بھلے لگتے۔ عدا نے محویت سے اس کا بے نیاز انداز دیکھا۔ وہ عدا کے پاس پڑی میز پر جھک کر اپنا سیل چارجنگ سے نکال رہا تھا۔

"میں مزید دس منٹ بھی نہیں رکوں گا۔ جس کو چلنا ہے چلے ورنہ بیٹھا رہے۔" وہ با آواز بلند بولا۔

"حلیم! تم تو بس ___ گھوڑے پر سوار ہو۔" ہینا باجی خفگی سے بولیں۔

"ہو گئے۔" تایا نے ہنس کر لقمہ دیا۔

"بابا۔ آپ ان سب کو اپنی کار میں لے کر آئیں۔ میں اکیلا ہی جاتا ہوں۔" حلیم نے ناراضی سے کہا۔

"بس بھئی۔ چل رہی ہوں ناں۔ عدا! تم ہمارے ساتھ آ جاؤ۔" ہینا باجی نے چادر اوڑھ کر کہا۔ حلیم نے کار کی چابی اٹھائی اور باہر نکلا۔ ہینا باجی کے ساتھ عدا نے بھی اس کی تقلید کی۔ پورچ کی طرف جاتے عدا نے نہال کو اپنے پورشن کی کھڑکی میں کھڑے دیکھا۔ اس کے چہرے کے ناراض تاثرات عدا کو دور سے بھی دکھائی دیے۔ رات کو اس نے فون پر عدا کو اپنی کار میں چلنے کی آفر کی تھی جو عدا نے رد کر دی اور اب وہ حلیم کے ساتھ عدا کو جاتے دیکھ رہا تھا۔

پورچ میں آکر یہ تینوں گاڑی میں بیٹھے تو حلیم نے گاڑی اسٹارٹ کر کے گیٹ سے باہر نکالی۔ ابھی کچھ دور گئے تھے کہ ہینا باجی نے واپس چلنے کو کہا۔

"کیوں کیا ہوا۔" عدا اور حلیم نے بیک وقت پوچھا۔

"وہ عدن کو واش روم جانا ہے۔ تم نے اتنی جلدی کی کہ بچی کو تیار کر کے بس اٹھا لائی۔" ہینا باجی نے الزام حلیم کے سر رکھا تو وہ تپتے ہوئے تاثرات سے گاڑی موڑ کر گھر لے آیا۔ ہینا بچوں کو لے کر اندر دوڑیں۔ ابھی تک دوسری گاڑیاں پورچ میں کھڑی تھیں۔

"اف۔ حلیم بھائی کو کتنی جلدی ہے ہر بات کی۔" عدا نے کوفت سے فرنٹ سیٹ پر براجمان حلیم کی پشت دیکھی جو ہارن پہ ہارن دیے جا رہا تھا۔

"آ رہی ہوں۔ ذرا صبر نہیں۔" ہینا باجی دونوں بچیوں کو لے آئیں۔ تو چہرے پر خفگی چھائی تھی۔

"آپ پہلے ہی اپنے کام نمٹا لیا کیجیے۔" حلیم نے بھی آف موڈ سے کہا اور گاڑی جھٹکے سے بڑھا دی۔

"بس تمہیں ہی جلدی کا بھوت سوار ہے۔"

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

رمشہ، لائبہ تو ابھی چیخ چیخ کر رہی تھیں اور بابا اطمینان سے بیٹھے تھے۔ تم پتا نہیں کس پر چلے گئے ہو۔ تمہارے رکھ دیا ہے۔ اس سے اچھا تو میں بابا کے ساتھ چلی جاتی۔" جواباً بینا باجی نے حلیم کو آڑے ہاتھوں لیا۔ وہ لب بھینچ کر بیٹھا رہا۔ عنا نے فرنٹ مرر سے اس کا تنا ہوا چہرہ دیکھا۔

"اوہ میری چادر تو وہیں رہ گئی۔" اچانک بینا باجی نے دہائی دی تو حلیم نے جھٹکے سے بریک لگائی۔ پھر مڑ کر پیچھے دیکھا۔

"وہ چادر تو ہے نا۔" وہ بینا باجی کو دیکھ کر بولا۔

"ہاں، مگر میں چادر رکھتی ہوں۔ واش روم میں رہ گئی۔ واپس چلو۔" بینا باجی نے کہا تو حلیم نے غصے کے گھونٹ بھرے اور گاڑی موڑ دی۔

"میں بس ابھی آئی۔" وہ بچیوں کے ساتھ پھر اتر گئیں۔

"چچا جی بھی بس بینا باجی ہیں۔ مجال ہے حلیم بھائی کے رعب میں آ گئیں۔" وہ سوچ کر مسکرا دی۔

"تمہیں کیوں ہنسی آ رہی ہے؟" حلیم نے بیک ویو مرر سے دیکھ کر کہا تو عنا نے فوراً لب بھینچ لیے۔

"یہ باجی بھی۔" وہ گیٹ پر نظر کر کے بھنایا تھا پھر اس نے ہارن پر ہاتھ رکھ دیا۔ عنا نے اپنے کان بند کر لیے۔

"ہم یہاں فارغ بیٹھے ہیں۔ خوار کر رکھا ہے۔ اب آ گئی ہیں بابا کے ساتھ۔" حلیم نے بڑبڑا کر کار اسٹارٹ کی اور گیئر بدلا۔ آناً فاناً گاڑی سڑک پر فراٹے بھرنے لگی۔ عنا نے گھبرا کر یہ منظر دیکھا تھا۔

"حلیم بھائی! بینا باجی کو تو آنے دیتے۔" وہ بوکھلا کر بولی۔

"تم چپ رہو ورنہ چلتی گاڑی سے نیچے پھینک دوں گا۔" جواباً حلیم غصے سے بولا تو عنا دبک کر بیٹھ گئی۔ پھر موبائل بجا تو عنا نے کال اٹینڈ کی۔

"اِدھر خالی سڑک منہ چڑا رہی ہے، کہاں ہو تم لوگ۔" بینا باجی ناراضی سے بولی تھیں۔

"وہ...... باجی ہم وہاں سے نکل آئے ہیں۔" عنا نے آہستہ سے کہا۔

"کیا...... مجھے چھوڑ کر۔" بینا صدمے سے چلائی تھیں۔ عنا نے گھبرا کر فون کاٹ دیا اور حلیم کو دیکھا جو ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ ونڈ اسکرین پر برسات کی بوندیں تواتر سے برس رہی تھیں۔ حلیم نے کار وائپر چلا دیا۔ بارش رفتہ رفتہ بڑھنے لگی تھی عنا موسم انجوائے کرنے کے بجائے فکر مند ہو گئی۔

"نجانے پیچھے وہ کب نکلیں گے۔ کہہ بھی رہا تھا موسم کا بھروسا نہیں کب بارش تیز ہو جائے، جلدی چلو مگر نہیں۔" حلیم اونچی آواز میں بڑبڑایا تھا۔ عنا شیشے کے پار بارش کا دباؤ بڑھتے دیکھتی رہی۔ حلیم کی عجلت اب سمجھ میں آ رہی تھی۔

فارم ہاؤس پہنچنے تک بارش بے قابو ہو چکی تھی۔ چوکیدار کے گیٹ کھولتے ہی حلیم نے تیزی سے گاڑی اندر کی۔ دونوں کار سے باہر آئے تو پانی کی بوچھاڑ نے استقبال کیا۔ عنا دوڑ کر برآمدے میں آ گئی۔ دن میں ہی گھپ اندھیرا چھا گیا تھا۔ عنا نے سیل سے بینا کا نمبر ملایا۔ مگر نیٹ ورک پرابلم آ رہا تھا۔ اس نے باری باری امی، لائبہ اور چاچی کو کال ملائی پر کسی سے رابطہ نہ ہوا۔

"عنا! اندر چلو۔ یہاں کیوں کھڑی ہو۔" حلیم نے ٹوکا تو وہ اندر چلی آئی۔ لائٹ غائب ہو چکی تھی یو پی ایس چل رہا تھا۔ وہ آراستہ و پیراستہ خوب صورت سے لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئی۔ چہرے سے پریشانی ہویدا تھی۔ حلیم فریش ہو کر آیا تو اسے خاموش بیٹھے دیکھا۔

"کیا ہوا منہ پر بارہ کیوں بجا رکھے ہیں۔" وہ سامنے صوفے پر بیٹھ کر بولا۔

"سب پیچھے رہ گئے۔ فون بھی نہیں مل رہا۔ نجانے کب یہاں پہنچیں گے۔" وہ گلاس وال پر پھسلتی پانی کی لکیروں کو دیکھ کر بولی۔

"اب کہاں پہنچ سکیں گے۔ رستہ میں پھنس گئے

ہوں گے یا شاید تیز بارش دیکھ کر نکلے ہی نہ ہوں۔" حلیم نے لاپروائی سے کہا تو عنا کا دل لرزا۔

"تو ہم بھی واپس چلیں۔" وہ جلدی سے بولی۔ حلیم نے اسے یوں دیکھا جیسے دیوانے کو دیکھا جائے۔

"دماغ تو نہیں چل گیا۔ اتنی تیز بارش میں واپس چلیں۔"

"ہم...... میرا مطلب، جب رک جائے تب۔" عنا نے لب کاٹتے وضاحت دی۔

"ہم...... لیکن امکان نظر نہیں آ رہا۔" حلیم نے بھی گلاس وال کو دیکھا۔ پھر وہ اٹھ کر کسی کمرے میں چلا گیا۔ عنا بار بار سیل سے کال ملاتی پر نیٹ ورک ہنوز خراب ملتا۔ شام کے چھ اسی طرح بج گئے پر بارش کی روانی میں فرق نہ آیا۔ اب تو بجلی بھی خوب چمک رہی تھی۔

"آؤ، کھانا کھا لو۔" حلیم کی آواز پر وہ چونکی۔ وہ ایک ٹرے میز پر رکھ رہا تھا۔

"یہ اپنے اللہ رکھا نے بنایا ہے۔" وہ آستین فولڈ کر کے بسم اللہ کہہ کر روٹی توڑتے ہوئے بولا تو عنا کو اس پر رشک آیا۔ یہاں وہ مختلف اندیشوں میں گھری ہوئی تھی اور وہ مزے سے بیٹھا تھا۔

"کھاؤ بھی۔" حلیم نے چنگیر سرکائی تو عنا نے کھانا شروع کیا۔

"اللہ کرے بارش جلد رک جائے۔" وہ دعائیں بھی مانگ رہی تھی۔ ابھی کھانا ختم کیا تھا کہ یو پی ایس بند ہو گیا۔

"اوہو...... میں جنریٹر آن کرواتا ہوں۔" حلیم نے موبائل کی فلیش لائٹ آن کی اور اٹھ کر باہر چلا گیا۔ عنا نے اپنے سیل کی ٹارچ جلائی۔ کافی دیر تک جنریٹر اسٹارٹ کرنے کی آوازیں آتی رہیں۔ پھر حلیم کی جھنجلائی آواز سنائی دی۔

"جنریٹر اسٹارٹ کیوں نہیں ہو رہا۔"

"صاحب! جنریٹر کی ٹنکی تو پیٹرول سے بالکل خالی ہے۔" اللہ رکھا گھبرا کر بولا۔

"پیٹرول بھر کر تمہاری ذمہ داری ختم ہو گئی۔ اس کی مینٹیننس کون چیک کرے گا۔ مہینوں سے بند پڑا ہے تو وقتاً فوقتاً خود چلا کر دیکھ لیا کرو۔ یو پی ایس مل گیا تو ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھ گئے۔" حلیم نے اسے بری طرح جھاڑا۔ بہت زور آزمائی کرنے کے بعد وہ تن فن کرتا واپس لاؤنج میں آیا۔

"لاپروا نوکروں سے بندہ یونہی اچھا۔ یہ چلے ہیں دیکھ بھال کرنے۔" وہ آف موڈ سے صوفے پر بیٹھا تھا۔ عنا خاموش تکتی رہی۔ کتنی ہی دیر گزر گئی۔

"تم اندر جا کر سو جاؤ۔ کب تک ایسے بیٹھی رہو گی۔" حلیم نے کچھ معتدل لہجے میں کہا۔

"نہیں حلیم بھائی! ابھی میں ٹھیک ہوں۔"

"اکڑ جاؤ گی بیٹھے بیٹھے۔ جاؤ سامنے بیڈ روم میں جا کر سو جاؤ۔" اس کے اصرار پر عنا اٹھی۔

"میرے سیل کی چارجنگ ختم ہو رہی ہے۔" پھر پریشانی سے حلیم کو بتایا۔

"میرا سیل لے کر چلی جاؤ۔" حلیم نے فراخ دلی سے موبائل اسے دیا۔

"پھر آپ اندھیرے میں رہیں گے۔" عنا کے سوال پر وہ مسکرایا۔

"رہ لوں گا۔" وہ صوفے پر سیدھا لیٹ گیا۔ عنا چھوٹے قدم اٹھاتی بیڈ روم میں آ گئی۔ صاف ستھرا اور خوب صورت بیڈ روم۔

"کتنا بھیانک سا لگ رہا ہے یہ کمرا۔" عنا نے سائیں سائیں کرتے ماحول کو محسوس کر کے سوچا اور ڈبل بیڈ کے کنارے سمٹ کر لیٹ گئی۔ مختلف سوچوں کے بیچ نجانے کب آنکھ بند ہوئی، پتا نہیں چلا۔ اچانک کسی عجیب سے احساس میں گھر کر وہ جھٹکے سے جاگی۔ پھر آنکھیں پھاڑ کر چاروں طرف پھیلے اندھیرے کو دیکھا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ بارش کی گڑگڑ جاری تھی۔ بادل بھی گرج رہے تھے۔ عنا نے سیل اٹھایا جس کی روشنی ختم ہو چکی تھی۔ خوف کے مارے اس کا دل ڈوبنے لگا۔

"امی......!" وہ بے اختیار سسکی۔ بجلی کی

Https://www.caretofun.net

زوردار گرج نے اسے بستر سے اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ وہ سرپٹ باہر دوڑی۔ لاؤنج بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہ گرتی پڑتی انداز سے اس طرف آئی جہاں حلیم سویا ہوا تھا۔

"حلیم بھائی!" ندا کی روتی آواز پر وہ ہڑبڑا کر جاگا۔

"ہاں۔ کیا ہوا؟" حلیم نے اس کو دیکھنے کی کوشش کی۔

"ٹارچ بند ہو گئی ہے۔ مجھے اندھیرے میں ڈر لگ رہا ہے۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"خیر ہے۔ اپنے گھر میں بھی تو اندھیرے میں سوتی ہو۔" حلیم نے نیند سے بھری آواز میں تسلی دی۔

"اپنے بیڈ روم میں ڈریم لائٹ آن ہوتی ہے۔ بستر اپنا ہوتا ہے۔" ندا نے جیسے اپنے ڈر کا دفاع کیا تھا۔

"اب مجبوری ہے۔ کیا کریں۔ تھوڑا بہادر بنو۔" حلیم اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بجلی زور سے کڑکی تو حلیم کو وہ سامنے ہی خوف زدہ کھڑی نظر آئی۔

"مجھے ابھی گھر جانا ہے۔ مجھے یہاں نہیں رہنا۔" ندا نے بھیگی آواز میں ضد کی۔

"پاگل مت بنو ندا!" وہ جھنجلایا۔ "میں بیٹھا ہوں نا، اکیلی تو نہیں ہو۔"

"آپ نظر ہی نہیں آ رہے۔" ندا نے سادگی سے کہا تو حلیم نے بے اختیار سر پکڑا۔

"مجھے دیکھ کر کیا کرنا ہے۔ بس محسوس کرو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔" پھر اس نے نرمی سے کہہ کر ندا کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ میں پکڑا اور اپنے پاس بٹھا لیا۔

"اب تسلی ہوئی۔" اس نے ندا کا ہاتھ دبا کر پوچھا تو ندا کو اچانک خیال آیا کہ اس اندھیری رات کی اس تنہائی میں وہ حلیم کے انتہائی قریب بیٹھی ہے اور اس خیال کے آتے ہی اس کے مساموں سے پسینہ پھوٹ نکلا۔

"کتنا ڈر رہی ہو۔ پورا ہاتھ پسینے میں تر ہو گیا ہے۔" حلیم نے نرم سی ہتھیلی کی نمی محسوس کی۔ ندا خاموش رہی۔ کیا کہتی، اب تو دوہرے ڈر کا سامنا ہے۔

"آپ سو جائیں۔ میں نے خواہ مخواہ آپ کی نیند خراب کی۔" اس نے آہستہ سے کہا۔

"اب تو ہو گئی خراب۔" حلیم نے صوفے سے ٹیک لگا لی۔ مردانہ پرفیوم کی خوشبو ندا کو ڈسٹرب کرنے لگی۔ دل بے ربط دھڑک رہا تھا۔

"تمہاری پلس کی رفتار بھی بہت تیز ہے۔" حلیم نے محسوس کیا تو اس کی کلائی تھام کر نبض ٹٹولی۔

"مجھ سے ڈر رہی ہو؟" اس نے اچانک پوچھا تھا۔ ندا کو جھٹکا سا لگا۔

"بتاؤ ندا!" حلیم نے اصرار کیا۔

"ہاں۔" وہ صاف گوئی سے بولی، حلیم چپ سا ہو گیا۔ بجلی ایک بار پھر زور سے کڑکی اور اس روشنی میں ندا کا گورا سراپا چاندی کی طرح چمکا۔ حلیم نے آہستہ سے ندا کا ہاتھ چھوڑا اور کچھ دور سرک کر بیٹھ گیا۔ کتنے ہی لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے۔

"یہ..... بارش کب رکے گی۔" ندا نے فکر مندی سے پوچھا۔

"پتا نہیں۔" حلیم نے ایک گہری سانس لی۔

"امی پریشان ہو رہی ہوں گی۔ ایک آپ کی جلدی نے سب کچھ گڑبڑ کر دیا۔" وہ ناراضی سے بولی۔ جواباً حلیم خاموش رہا۔ کافی دیر یوں ہی گزر گئی۔ برسات کے زور میں کمی آ گئی تھی۔ ندا نے فوراً محسوس کیا۔

"حلیم بھائی! دیکھیں، بارش کم ہو رہی ہے۔" وہ گلاس وال کی طرف دوڑی جہاں سے آکاش پر اب بادل ٹکڑیوں کی صورت چھٹ رہے تھے اور فجر کی روشنی آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی۔

"شکر، رات گزر گئی۔" وہ سرخوشی سے بولی۔

"حلیم بھائی! گھر چلیں۔" وہ حلیم کے پاس آئی جو بہت تھکا سا صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے

بیٹھا تھا۔

"چلتے ہیں۔" وہ سستی سے اٹھا۔ میز سے گاڑی کی چابی اور موبائل اٹھایا۔ دونوں باہر نکلے تو سورج کی کرنیں بادلوں کو چیر کر نکل رہی تھیں۔ دھلا دھلایا ماحول بہت بھلا لگ رہا تھا۔

"واؤ! بارش کے بعد سب کچھ کتنا نکھر گیا ہے۔" ندا نے ایک لمبی سانس لے کر کہا۔ حلیم نے گاڑی اسٹارٹ کی تو اس کے لیے فرنٹ ڈور کھول دیا۔ واپسی کا سفر کافی دشوار گزار ثابت ہوا۔ ہر جگہ بارش کا پانی کھڑا تھا۔ حلیم بہت احتیاط سے ڈرائیو کر رہا تھا۔ آخر دو گھنٹے بعد گھر پہنچے تو ندا دروازہ کھول کر فوراً اندر بھاگی۔ جیسے کسی قید سے رہا ہوئی ہو۔

"امی!" لاؤنج میں آئی تو سامنے ہی صوفے پر بیٹھی ماں پر نظر پڑی۔

"ندا میری جان۔" انہوں نے بانہیں پھیلا دیں۔ ان کے ساتھ بینا باجی بیٹھی تھیں۔

"بینا باجی! آپ لوگ کہاں رہ گئے۔ فارم ہاؤس پہنچے نہیں۔" وہ سادگی سے پوچھنے لگی۔

"ہم نے تو ابھی کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ بارش شدید ہو گئی۔ بابا اسی وقت واپس گھر لے آئے۔" بینا باجی معمول سے کچھ سنجیدہ تھیں۔

"اوہ۔" ندا نے افسوس سے انہیں دیکھا۔

"بابا کی احتیاط پسندی تو تم جانتی ہو۔ ہم سمجھے تم دونوں بھی لوٹ آؤ گے۔ مگر......"

"حلیم بھائی غصے سے اتنی ریش ڈرائیونگ کر رہے تھے کہ جلدی وہاں پہنچ گئے۔" ندا نے ہنس کر کہا۔

"اور چچی والے؟ وہ بھی آدھے راستے سے واپس آ گئے؟" ندا نے پوچھا تو باجی نے برا سا منہ بنایا۔

"بھاڑ میں گئے وہ۔" ندا اس جواب پر کچھ حیران ہوئی۔

"امی! ناشتا بنایا ہے۔" اچانک اس کو بھوک کا احساس ہوا۔

"بتا رہی ہوں۔ پہلے تم اپنے بابا سے تو مل لو۔ رات سے پریشان بیٹھے ہیں۔" انہوں نے کہا تو ندا بابا کے بیڈ روم میں چلی آئی۔ وہ بیڈ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"بابا۔" وہ باپ کے سینے سے لگ گئی۔

"میری بچی آ گئی خیر سے۔" بابا نے ندا کا سر چوما۔

"ہاں بابا! بارش نے بہت تنگ کیا۔ حلیم بھائی کا غصہ تو بس۔ بینا باجی کو چھوڑ کر چل دیے اور......"

"مجھے بتایا بینا نے بیٹا۔ کوئی بات نہیں، ایسا ہو جاتا ہے۔ حلیم اپنا بچہ ہے۔ مجھے اس پر پورا اعتبار ہے۔" وہ ندا کی پیٹھ تھپتھپا کر آہستہ سے بولے تھے۔

"بابا! ادھر نیٹ ورک بھی کام نہیں کر رہا تھا۔ میں کسی کو کال نہیں کر سکی۔ آپ سب پریشان ہوئے نا۔" ندا نے وثوق سے کہا تو وہ مسکرا دیے۔

"بالکل، پریشانی تو تھی۔"

"اچھا میں دیکھوں امی نے ناشتا بنایا یا نہیں۔" وہ پھر باہر نکل آئی۔ کچن میں امی اور بینا باجی سر جوڑے بات کر رہی تھیں۔ اسے دیکھ کر خاموش ہو گئیں۔ پھر فریش ہو کر ناشتا کر کے اس پر تھکن سوار ہوئی، اپنے روم میں آ کر بیڈ پر لیٹتے ہی اسے نیند آ گئی۔

☆☆☆

سہ پہر میں وہ بیدار ہوئی اور اٹھ کر کھڑکی سے باہر دیکھا۔ موسم آج بھی ابر آلود تھا۔ یہ وقت امی بابا کے آرام کا تھا سو ندا نے اپنے لیے چائے کا ایک کپ بنایا اور ٹیرس پر آ گئی اور ہلکی بوندا باندی کا لطف لینے لگی۔ پھر لاؤنج کی طرف جانے کا خیال آیا تو نیچے اتر آئی۔ امی سٹنگ روم میں فون پر کسی سے باتیں کر رہی تھیں۔ انداز غصے بھرا تھا۔

"آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپا! نہال کے دماغ میں تو خناس بھر گیا ہے، آپ بھی اسی کا ساتھ دے رہی ہیں۔" امی غالباً چچی سے مخاطب تھیں۔ ندا ٹھٹکی۔

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

"کل سے اس کے تیور بگڑے ہوئے ہیں، کیا کیا بک رہا تھا یہاں بیٹھ کر۔ میری معصوم بچی پر ہزار ہا الزام لگا رہا ہے۔ حلیم گھر کا بچہ ہے، دیکھا بھالا۔ کوئی بدقماش تو نہیں۔ اس کے ساتھ اگر اتفاق سے ندا کو رہنا پڑ گیا تو کیا بڑی بات ہوئی۔ میں اپنی بچی پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کرتی ہوں، سمجھیں آپ۔" وہ اونچی آواز میں بولیں تو ندا کا دل دھڑکا۔

"یہ امی کیا کہہ رہی ہیں، نہال کیسے الزام لگا رہا ہے۔" وہ پریشان ہوئی۔

"کون سے ثبوت پیش کریں سچائی کے۔ دماغ تو نہیں چل گیا اس کا۔" امی کا بلڈ پریشر بڑھ رہا تھا۔ ندا گھبرا کر ان کے پاس آئی۔

"توڑ دیں منگنی۔ ہم خوشی سے ختم کریں گے۔ ایسے شکی مزاج اور ذہنی مریض کو میں اپنی بچی دینا بھی نہیں چاہتی۔" ان کا سانس چڑھ رہا تھا۔

"امی!" ندا نے ان کے ہاتھ سے موبائل لے لیا۔ چاچی کال کاٹ چکی تھیں۔

"امی کیا ہوا؟ آپ ٹھیک تو ہیں۔" ندا نے ان کو پانی کا گلاس دیا۔

"غضب خدا کا۔ کل سے بکواس کیے جا رہا ہے اور آپا بجائے اس ناخلف کو سمجھانے کے اس کا ساتھ دے رہی ہیں۔" ان کا جسم کانپ رہا تھا۔ ندا کا دل ڈوب سا گیا۔

"ابھی سے یہ حال ہے تو آگے کیا کرے گا۔ ہمت تو دیکھو اس کی۔ خود زمانے بھر کا آوارہ مزاج۔" وہ کہتے کہتے خاموش ہو گئیں۔ "بہن اور دیورانی کا دہرا رشتہ تھا، چاہت سے تمہیں مانگا تھا مجھ سے آپا نے۔ بڑا ہو کر عجیب ہی مزاج کا نکلا پھر بھی میں خاموش بیٹھی تھی کہ چلو بچہ ہے آگے سدھر جائے گا۔ مگر اصلیت اور کھل گئی اب۔" وہ اب گہری سانسیں لیتے بول رہی تھیں۔

"تو کیا امی بھی اس کی حرکتوں سے واقف تھیں۔" ندا نے لب بھینچ کر سوچا۔

"بیٹا! تم پریشان مت ہونا۔ اللہ تمہارا نصیب اچھا کرے گا۔" پھر امی نے اس کو اپنے سینے سے لگایا تو ندا کی آنکھیں بھر آئیں۔

☆☆☆

خاندان بھر میں یہ گرما گرم خبر پھیل چکی تھی کہ نہال اور ندا کی منگنی ٹوٹ گئی ہے اور اس خبر کی وجوہات بھی گردش کر رہی تھیں۔ نہال کی امی سب کو فون کر کر کے خود بتا رہی تھیں۔ نہال الگ ڈھول پیٹ رہا تھا۔

سگے رشتوں کا یہ روپ دیکھ کر ایاز حسین اور ان کی بیگم ششدر رہ گئے تھے۔ کل تک جان چھڑکنے والے آج عزت کا جنازہ نکال رہے تھے۔ رسوائی گھر کی دہلیز پر چوکڑی مار کر بیٹھ گئی تھی۔ اعتزاز چچا اور ان کی بیگم بھی اس صورت حال سے پریشان تھے۔ ان کے بیٹے کے نام سے ایک معصوم لڑکی کو بدنام کیا جا رہا تھا۔ دونوں میاں بیوی فراز چچا کے گھر ان سے اس معاملے میں بات کرنے گئے مگر ان کے رویے سے شدید مایوسی ہوئی۔ وہ دبے لفظوں میں اپنے بیٹے کی طرف داری کر رہے تھے۔ حلیم اور ندا کا ایک رات فارم ہاؤس پر گزارنا۔ ان کے بیٹے کے لیے ناقابل برداشت تھا اور وہ بے بس والدین بیٹے کا ہر فیصلہ ماننے پر مجبور تھے۔ اعتزاز حسین نے ایک طیش بھری نظر ان مجبور میاں بیوی پر ڈالی تھی۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ کے خیالات اتنے پست ہوں گے کہ آپ اپنے آگے بیٹے کے بیجا رویے پر بے اعتباری ظاہر کریں گے۔ ندا بچی کے کردار کو کسی کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔ رہ گئی میرے بیٹے کی بات تو میری تربیت ایسی نہیں کہ وہ خاندان کی لڑکی تو کیا کسی غیر لڑکی پر بھی بری نظر ڈالے۔" اعتزاز حسین تلخ لہجے میں بولے تو فراز حسین اور ان کی بیگم چپ بیٹھے رہے۔

"اتنا غرور اچھا نہیں ہوتا تایا! مرد ذات کو موقع ضائع کرتے بھی نہیں دیکھا اور جو لڑکی منگیتر کو چھوڑ کر کزن کے عشق میں گرفتار ہو اس کے کردار کی گواہی کی واقعی ضرورت نہیں۔" نہال اچانک کمرے سے نکل کر سامنے آیا۔

"زبان سنبھال کر بات کرو نہال۔" اعتزاز حسین نے خشمگیں نظروں سے اس کو دیکھا۔

"تایا جی! آپ ندا سے پوچھ کر دیکھیے گا۔ میرے سامنے ہر وقت حلیم کا نام لے کر آہیں بھرتی تھی کہ نہیں؟ اس کے دل میں ہمیشہ سے حلیم بسا تھا۔ مجھے تو وہ اسپیئر میں رکھ کر بیٹھی تھی۔" وہ تھوڑا قریب آکر زہر آلود لہجے میں بولا۔

"نہال! میں کہتا ہوں خاموش ہو جاؤ۔ تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کسی نیک سیرت لڑکی پر الزام دھرنے کا۔ اچھا ہی ہوا جو ندا کی تم سے شادی نہیں ہوئی۔ تم اس کے قابل ہی نہیں ہو۔" اعتزاز حسین آگ بگولا ہو گئے۔

"تو آپ کا لائق فائق بیٹا ہے نا اس نیک سیرت لڑکی کے قابل۔ اسی سے شادی کیجیے اس کی۔" نہال دوبدو بولا تو اعتزاز حسین ششدر رہ گئے۔

"ہاں کروں گا دونوں کی شادی۔ تم دیکھنا۔ ایک ہیرا لڑکی کو گنوایا ہے تم نے۔ اب وہ میری بہو بنے گی۔" انہوں نے ایک دم فیصلہ کیا تھا۔ آمنہ بیگم نے حیران نظروں سے میاں کو دیکھا تھا۔

☆☆☆

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بابا۔ ندا سے میری شادی؟" حلیم نے باپ کو حیرانی سے دیکھا۔

"کیوں، کیا کمی ہے ندا میں جو تم یوں سوال کر رہے ہو۔ سوال تو مجھے تم سے کرنا چاہیے۔ اس دن بڑی عجلت میں تم اس لڑکی کو چھوڑنے فارم ہاؤس پہنچ گئے۔ کچھ خیال نہیں آیا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔" اعتزاز حسین نے بیٹے کو گھور کر دیکھا۔

"اب مجھے کیا پتا تھا، بارش بڑھ جائے گی اور ہمیں وہاں رہنا پڑ جائے گا۔" حلیم نے کندھے اچکا کر کہا۔

"بس ہو گیا نا جو ہونا تھا۔ اب وہ معصوم بچی تمہارے نام سے بدنام ہو رہی ہے۔ اس کے کردار پر حرف آ رہا ہے سو اب تمہارا فرض بنتا ہے کہ اس کو اپنا نام دو۔" انہوں نے زور دے کر کہا۔

"اس بے حیا نہال کو تو میں دو جوتے ماروں گا۔ خود سارے شہر کی لڑکیاں لے کر گھومتا ہے اور اپنی با کردار منگیتر پر انگلی اٹھاتا ہے۔"

"ہمم۔۔۔۔ تم مانتے ہو نا کہ ندا صاف ہے۔ چوبیس گھنٹے کسی عورت کے کردار کو پرکھنے کے لیے کافی ہوتے ہیں اور جب کردار میں جھول نہ ہو تو اس عورت کو فوراً اپنا لینا عقل مندی ہے۔" اعتزاز حسین کے لہجے سے گہرا مشاہدہ جھلک رہا تھا۔

"لیکن میرے اور اس کے مزاج میں بہت فرق ہے بابا! آپ جانتے ہیں مجھے حسن سے زیادہ ذہانت اپیل کرتی ہے اور اس نے تو سائنس پڑھ کر نہیں دی۔" حلیم بپھرا کھڑا تھا۔

"آرٹس کے مضامین رکھنے سے کیا ذہانت میں فرق آ جاتا ہے؟ بیٹا! یہ دنیا صرف سائنس پڑھنے والوں سے نہیں چل رہی، نہ ہی ذہانت کا معیار سائنس پڑھنا ہے۔" وہ اطمینان سے بولے۔

"مجھے ایف آر سی ایس کرنے باہر جانا ہے۔ آپ جانتے ہیں میرا ویزا لگ چکا ہے۔" حلیم نے جھنجلا کر یاد دلایا۔

"کوئی بات نہیں۔ تم جا کر ڈگری لے لو۔ ہماری بہو ہمارے ساتھ رہے گی۔" وہ ایک ایک کر کے اس کے ہر کارڈ کو ناکارہ کر رہے تھے۔

"اور اب یہ بودے بہانے بنانا بند کرو۔ میں نے ایاز حسین کو زبان دے دی ہے۔ اسی ماہ تمہاری شادی ندا سے کر رہا ہوں۔ تمہیں اعتراض ہے تو باپ کے فیصلے کو روند کر اس گھر سے بخوشی جا سکتے ہو۔" وہ بے نیازی سے کہہ کر ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حلیم نے بے چارگی سے ماں کو دیکھا جو خاموشی سے باپ بیٹے کی گفتگو سن رہی تھیں۔

ندا بہت خوب صورت اور پیاری عادات کی مالک لڑکی تھی۔ وہ اس کو بہت پسند کرتی تھیں مگر بیٹے کے مزاج سے واقف تھیں جو اپنی فیلڈ پر جان دیتا تھا

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET
HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

اور اسی فیلڈ کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر قدرت کچھ اور چاہتی تھی۔

☆☆☆

حلیم سے آناً فاناً شادی طے ہو جانے پر عنا عجیب احساسات کا شکار ہو گئی۔ ان دنوں اس کے ساتھ تواتر سے انہونیاں ہو رہی تھیں۔ اس کے کردار کو جس طرح رگیدا گیا تھا، ابھی وہ اسی صدمے سے نہ سنبھلی تھی کہ اب یہ نئی بات سامنے آ گئی۔ اماں، بابا بے حد مطمئن نظر آ رہے تھے ورنہ اپنوں کی طرف سے ملی بے اعتباری نے ان کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ عنا کی اپنی کیفیت مختلف نہیں تھی۔ حلیم سے رشتہ جڑنے پر دل اتنا مطمئن تھا جیسے اپنا مقسوم پا لیا ہو۔ ادھر لائبہ اور سعد بھی بہت خوش تھے ان کو اپنی یہ کزن بہت پسند تھی۔ وہ جھٹ پٹ تیاریوں میں جت گئیں۔

☆☆☆

شادی کے انتظامات انتہائی زبردست کیے گئے تھے اتنے شارٹ نوٹس پر ایسی شان دار شادی دیکھ کر خاندان کے وہ لوگ جو عنا کی جگ ہنسائی میں شریک تھے اب حسد اور جلن کا شکار ہو گئے۔ اتنا وجیہہ اور لائق بندہ عنا کا مقدر بن گیا تھا۔ فراز حسین کی فیملی کو شریک نہیں کیا گیا تھا مگر کچھ لوگ ان کو پل پل کی خبریں پہنچا رہے تھے۔ نکاح کے بعد اسٹیج پر دلہا دلہن کی فوٹو گرافی کا سیشن شروع ہوا تو خواب ناک ماحول بنا دیا گیا۔ اسپاٹ لائٹ کی روشنی میں پھولوں کی خوب صورت برسات کے درمیان کیمرہ مین ان لمحوں کو یادگار بنانے پر کمربستہ تھے۔

"آپ پلیز، ان کے تھوڑا نزدیک آ کر ایسے کھڑے ہوں۔" کیمرہ مین نے اشارے سے حلیم کو عنا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کھڑے ہونے کا کہا تو حلیم لامحالہ قریب آیا۔ اب وہ عنا کے سجے بنے روپ کو براہ راست دیکھ رہا تھا۔ جو دلہن کے روپ میں آج غضب ڈھا رہی تھی۔ خوب صورت تو وہ تھی پر اتنے سنگھار نے اسے دو آتشہ کر دیا تھا۔ "اب آپ اپنے ہاتھ سے بھابھی کا ہاتھ اوپر اٹھائیں اور بھابھی آپ تھوڑا گول گھومیں۔"

کیمرہ مین کی بات پر حلیم کا دماغ گھوما اور اس نے عنا کو اسٹیج پر رکھے صوفے پر بٹھا دیا اور خود اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"بس اب آپ جائیں۔ بہت بنالیں تصویریں۔" وہ اپنے مخصوص موڈ میں بولا تو پیچھا باجی نے گھبرا کیمرہ مین سے شائستگی کے ساتھ معذرت کرلی تھی۔

☆☆☆

وہ بجے سجائے بیڈ پر بیٹھی حیران آنکھوں سے حلیم کو کمرے میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک واک کرتے دیکھ رہی تھی۔ وہ جب سے روم میں آیا تھا، یہی کام کر رہا تھا۔

"تم...... اسی وقت پیچا باجی کے ساتھ اتر جاتیں گاڑی سے تو ہماری زندگی میں یہ وقت نہ آیا ہوتا۔" اچانک حلیم غصے سے آ کر بیڈ پر بیٹھا تو عنا سراسیمہ سی ہو گئی۔

"آپ کو ہی جلدی سوار تھی۔" وہ خود پر الزام برداشت نہ کرسکی۔

"اچھا اب قصور میرا۔ تب ہی سزا بھی مجھے بڑی ملی۔" وہ پھول کی پتیاں مٹھی میں دبا کر جیسے اپنا غصہ نکال رہا تھا۔

"سزا...... یعنی مجھ سے شادی کرنا سزا ہے۔" عنا کا خوب صورت چہرہ ایک دم مرجھا گیا۔

"دیکھو عنا! میرا مائنڈ سیٹ کچھ اور ہے۔ میری بھی کچھ فیوچر پلاننگ ہیں۔ ان میں شادی اور بچے از کم اگلے پانچ سالوں تک شامل نہیں۔ میری فیلڈ ہی میری پہلی ترجیح اور محبت ہے۔ مجھے پہلے اپنا گول اچیو کرنا تھا اور اس کے بعد شادی...... اور شادی کے لیے بھی میرے ذہن میں لائف پارٹنر کا تصور کسی ڈاکٹر کا تھا۔ لیکن تم نے درمیان میں کود کر سب گڑبڑ کر دیا۔" حلیم اسے رسان سے بتاتے بتاتے جھنجھلا سے اکھڑا۔ عنا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

"میری اس پلاننگ کے بیچ تم کہیں نہیں

تھیں۔" وہ جتا کر مزید بولا تو عنا کو اپنی بے عزتی شدت سے محسوس ہوئی۔ جیسے اس نے عنا سے نکاح کر کے کوئی احسان کیا ہے۔

"اتنا ہی اپنا فیوچر عزیز تھا تو آپ انکار کر دیتے۔" اس نے ضبط سے کہا۔

"بابا نے دھمکیاں دینا شروع کر دی تھیں۔" وہ گہری سانس لے کر بولا۔

"خیر، یہ اپنی منہ دکھائی کا گفٹ لو۔" اس نے ایک مخملی کیس جیب سے نکالا اور کھول کر اس کی طرف بڑھایا، ایک نازک ڈائمنڈ سیٹ نگاہیں خیرہ کرنے لگا۔ عنا نے کچھ پل اسے دیکھا پھر اپنا شرارا سنبھالتی بیڈ سے نیچے اتر گئی۔

"رکھیں اپنی منہ دکھائی اپنے پاس۔ مجھے نہیں چاہیے۔"

وہ غصے سے واش روم کی طرف بڑھی۔ حلیم نے کندھے اچکا کر کیس بیڈ پر رکھ دیا۔ اندر واش روم میں بند ہو کے عنا نے ایک ایک کر کے سارے زیور اتارے۔ اس کا دل بھرا ہوا تھا، جی چاہتا تھا چیخ چیخ کر روئے۔ اپنا لباس بدل کر وہ واپس آئی تو حلیم اسی پوزیشن میں بیٹھا تھا۔ عنا نے بیڈ سے ایک تکیہ اٹھایا صوفے پر رکھا اور لیٹ گئی۔ حلیم کچھ حیران ہوا۔

"صوفے پر کیوں سو رہی ہو؟" بے اختیار پوچھا۔

"آپ کی فیوچر پلاننگ میں میری جگہ نہیں تو بیڈ پر بھی نہیں ہونی چاہیے۔" وہ ہماری لہجے میں کہہ کر کروٹ بدل گئی تو حلیم خاموش سا ہو گیا۔

☆☆☆

دوسرے دن ولیمہ تھا۔ سب کچھ کل کی طرح بہترین اور مکمل لیکن عنا اندر سے ٹوٹ چکی تھی۔ آج بھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ آج بھی حلیم اور اس کی جوڑی کو سراہا جا رہا تھا پر آج اس کے احساسات بالکل مختلف تھے۔ اس نے روم میں آتے ہی اپنا لباس بدلا تھا اور کل کی طرح صوفے پر سو گئی تھی۔ حلیم نے کچھ کہنا بھی چاہا تو اس نے سننا پسند نہیں کیا۔ اب اور کچھ رہ کیا گیا تھا سننے کو اور پھر اتنا کچھ سنا کر وہ کیا سنانا چاہتا ہے۔ عنا نے آنکھیں موند کر غصے سے سوچا تھا۔

☆☆☆

تین دن بعد حلیم کی فلائٹ تھی اور یہ ایک ہفتہ ہوا بن کر گزر گیا۔ رات ڈھائی بجے اس کو رخصت کرنے سب ایئر پورٹ گئے۔ گھر کا لاڈلا، اکلوتا بیٹا پہلی بار اتنی دور جا رہا تھا، چاچی تو کتنی ہی دیر اسے لپٹائے کھڑی رہیں۔ بہنیں بھی باری باری گلے ملیں۔ لائبہ، سعد تو باقاعدہ رونے لگیں۔ عنا کچھ دور سے یہ جذباتی منظر دیکھ رہی تھی جب پیچا باجی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر حلیم کے قریب لا کر کھڑا کیا۔

"تو اب اپنی نئی نویلی بیوی کو بھی خدا حافظ کہو۔" وہ شوخی سے بولیں تو حلیم نے پیازی کپڑوں میں ملبوس ہلکے میک اپ اور جیولری سے آراستہ عنا کو دیکھا۔

"خدا حافظ عنا۔" اس نے ہاتھ بڑھایا تو عنا نے مجبوراً اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اف فوہ۔ اتنی اجنبیت۔ جانو مانو کے لاحقے کے بغیر صرف "عنا" اتنے دنوں میں کوئی پیار بھرا والا پیٹ نیم نہیں رکھا۔" وہ عنا کو ساتھ لگا کر حلیم سے مخاطب ہوئیں تو وہ فقط مسکرایا۔

"گھر سے ہی اچھی طرح مل کر نکلے ہو، اب ہمارے سامنے بور مار رہے ہو۔ ہے نا۔" ان کی بات پر عنا نے جھینپ کر حلیم سے اپنا ہاتھ الگ کیا۔ پھر فلائٹ کا اعلان ہوا تو وہ اپنا بیگ گھسیٹا ان سب کو بائے کرتا اندر چلا گیا۔

☆☆☆

ایئر پورٹ سے واپس آ کر عنا اپنے بیڈ روم میں آئی تو حلیم کی موجودگی کی چھاپ کمرے کی ہر جگہ تھی۔ ادھ کھلے وارڈ روب سے اس کے کپڑے نکلے نظر آ رہے تھے۔ سائیڈ ٹیبل پر میڈیسن کی ایک ضخیم کتاب کے ساتھ اس کا پیا ہوا پانی کا گلاس رکھا تھا۔ اس کا تولیہ اٹھاتے وہ عجیب احساسات میں گھر گئی۔

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

سوچا نہیں تھا کہ کبھی حلیم کے کمرے میں وہ بھی اس کی ذاتی چیزوں کے درمیان ہوگی۔ پھر وہ بیڈ پر آکر لیٹی تو کمفرٹ سے حلیم کے کلون کی خوشبو آنے لگی۔ یوں لگا وہ پاس ہی موجود ہو۔ ندا کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ وہ بچپن سے حلیم کو بے حد پسند کرتی آئی تھی، اس کی بھی عادات کی وجہ سے مگر اس کے غصے سے خائف رہتی۔ اب حادثاتی طور پر وہ اس کی زندگی میں شامل ہوگیا تھا تو نکاح کے دو بول پسندیدگی کو محبت میں بدل گئے تھے۔ وہ لاکھ اس کے رویے سے متنفر سہی مگر اس کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی۔

☆☆☆

زندگی اسی ڈگر پر چل پڑی تھی۔ مگر ندا کے لیے خاص بدلاؤ نہیں آیا تھا۔ وہ جانے پہچانے ماحول میں ہی تھی۔ تایا اور تائی ویسے بھی اس سے محبت کرتے تھے اب تو جیسے وہ ان کے لیے اکلوتی بہو بن کر بہت اہم ہوگئی تھی۔ اس پر کوئی خاص ذمہ داری نہیں ڈالی گئی۔ گھر کے کام ملازم کرتے اور کچن شیف سنبھالتا تھا۔ ندا نے یونی جانا شروع کر دیا تھا۔ گھر واپس آکر وہ کھانا کھاتی پھر تھوڑا آرام کرتی۔ شام میں سب اکٹھے چائے وغیرہ پیتے باتیں کرتے۔ پھر وہ بھی امی کی طرف چلی جاتی اور آدھا ایک گھنٹہ ٹھہر کر واپس آجاتی۔ رات کا کھانا جلدی کھا لیا جاتا اور سب اپنے کمروں میں چلے جاتے اور یہی وقت ندا پر بھاری ہوتا۔ وہ بے خوابی کا شکار ہوگئی تھی۔ اپنے گزرے کل اور آج کو سوچتے وہ مسلسل جاگتی رہتی۔ اپنی زندگی میں اچانک رونما ہونے والے واقعات پر بے چین رہتی۔ عجب بات تھی حلیم کی موجودگی کا پورا ہفتہ اسے نیند آتی رہی لیکن اس کے جانے کے بعد سونا مشکل ہوگیا تھا۔ اس کیفیت میں اس نے پھر قلم سے ناتا جوڑ لیا۔ وہ فجر تک مسلسل لکھتی رہتی۔ پھر اذان کے ساتھ اٹھتی اور نماز پڑھ کر کچھ دیر سو جاتی۔ صبح اس کی آنکھیں شب بیداری سے گلابی ہو رہی ہوتیں چونکہ آدھا دن یونی میں گزرتا سو افراد خانہ سے یہ بات مخفی رہی۔

☆☆☆

اس دن شام میں سب مل کر بیٹھے تھے کہ حلیم کی وڈیو کال آگئی۔ لائبہ خوش ہو کر بھائی سے بات کرنے لگی۔ پھر اس نے موبائل تائی کے ہاتھ میں دے دیا۔ تائی بیٹے کو دیکھ کر کھل اٹھیں اور کافی دیر حال احوال پوچھنے کے بعد سیل ندا کو پکڑا دیا۔

"لو اب ندا بھی سے بات کرو۔" ندا جو صوفے پر بیٹھی اطمینان سے چائے پی رہی تھی، ایک دم جزبز ہوگئی۔ موبائل کی چھ انچ کی اسکرین پر حلیم اپنے تیکھے نقوش اور مغرورانہ اسٹائل سے موجود تھا۔

"کیسی ہو ندا؟" اس نے نارمل انداز میں پوچھا۔

"ٹھیک ہوں۔" ندا کہہ کر خاموش ہوگئی۔ کچھ دیر دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ جیسے دونوں کے پاس بولنے کو کچھ نہ ہو۔

"او کے خدا حافظ۔" پھر حلیم نے کال منقطع کر دی۔

"ارے کیا ہوا۔ کال کٹ گئی۔" تائی نے حیرانی سے پوچھا۔

"جی۔" ندا کو اپنی بکی شدت سے محسوس ہوئی۔ اس نے تپتے ہوئے چہرے سے موبائل لائبہ کو دیا۔ پھر سب ادھر ادھر کی باتوں میں لگ گئے لیکن لائبہ اس کو بغور دیکھتی رہی اور تنہائی ملتے ہی اس کو جالیا۔

"ندا سچ سچ بتاؤ۔ بھائی سے تمہارا ریلیشن شپ کیسا ہے۔" وہ مشکوک انداز میں پوچھنے لگی۔

"یہ تم اپنے بھائی سے پوچھو۔" ندا بے رخی سے بولی۔

"مجھے تم بتاؤ بس۔" وہ بضد ہوئی۔

"حلیم کے اپنے مستقبل کے حوالے سے ارادے کچھ اور ہیں لائبہ اور اس کے سارے فیوچر پلانز میں میری جگہ کہیں نہیں ہے۔" ندا نے آہستہ سے کہا تو لائبہ نے بے بسی سے دیکھا۔

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

"یہ انہوں نے خود کہا تم سے۔" لائبہ پریشان ہوئی۔

"تو اور کون کہے گا۔" ندا نے گہری سانس بھری۔

"تو فیوچر پلان میں بیوی بچے شامل نہیں ہوتے کیا؟" لائبہ نے سادگی سے پوچھا۔

"ہوتے ہیں پر اپنی مرضی کی بیوی اور بچے۔ تمہارے بھائی کو اپنی ہم پیشہ بیوی چاہیے۔ ڈاکٹر ورسس ڈاکٹر۔" ندا ایک دم تلخ ہوئی۔

"اف۔ اب کیا کہوں۔ بھائی تو بالکل ہی عقل سے پیدل ہیں۔ ایسی پیاری لڑکی ملی اور قدر نہیں ان کو۔" لائبہ نے افسوس سے کہہ کر ندا کو دیکھا۔

"خیر تم دل پر مت لو۔ دیکھنا ایک دن وہ خود ہی اپنا خیال بدلنے پر مجبور ہو جائیں گے اور ان کے فیوچر پلانز میں تم ان کی پہلی ترجیح ہوگی۔" لائبہ نے حسب عادت تسلی دی تو ندا پھیکا سا مسکرا دی۔

☆☆☆

وقت کو گزرتے دیر نہیں لگتی۔ اس کا وقت بھی گزر رہا تھا۔ پڑھائی کے ساتھ ساتھ افسانہ نگاری اور ناول نگاری بھی جاری تھی۔ ایک بڑے ادارے میں اس کے شائع ہوئے قسط وار ناول نے دھوم مچا دی تھی۔ اس کا قلم بہت رواں اور پختہ ہوگیا تھا۔ اس کے الفاظ میں تاثیر بڑھ گئی تھی۔ ادبی حلقوں میں اس کا ذکر ہونے لگا تھا۔ وہ سوشل میڈیا میں بھی اپنی تخلیقات سے تیزی سے مشہور ہو رہی تھی۔ قاری اس کے ناول اور افسانوں کا انتظار ہر ماہ شدت سے کیا کرتے۔ اس نے بھی تنہائیوں کو دور کرنے کو بے تحاشا لکھنا ہی مقصد حیات بنا لیا تھا۔ لکھنے میں اس کو راحت ملتی تھی۔ دل کے زخم مرہم پاتے تھے۔ یہی اس کا تھراپسٹ تھا۔ جب جب حلیم کی بے رخی پر وہ روتی اس کے قلم سے ایک شاہکار جنم لیتا۔ اشک کاغذ پر گرتے اور لفظوں کو امر کر دیتے۔ جذبات کا سمندر قلم کی سیاہی میں سمٹ آتا۔ لائبہ اور رمشہ کے میڈیکل کالج کی کئی لڑکیاں ندا کی فینز تھیں۔ وہ ندا سے ملنے کئی بار ان کے گھر آچکی تھیں۔ دونوں کو اس بات پر فخر ہوتا کہ ندا ان کی بھابی ہے۔

☆☆☆

"اس لڑکے کا تو دماغ خراب ہے۔ کرلی اسپیشلائزیشن۔ ہوگئے دو سال پورے۔ اب واپس پاکستان آئے یا پھر کوئی نئی ڈگری لینے ادھر بیٹھ گیا ہے۔" تائی کی اونچی آواز ندا کو سنائی دی تو اس نے ٹی وی کی آواز آہستہ کر کے تائی کے کمرے کے کھلے دروازے پر نگاہ کی۔

"تمہارا لاڈلا بیٹا ہے۔ بس ضد لگائی ہوئی ہے ڈگریوں پر ڈگریاں لینے کی۔" تایا بھی خائف ہو کر بولے۔

"دو سالوں میں ایک چکر ادھر کا نہیں لگایا۔ بیاہی بیوی کو پانچ دن نصیب ہوئے اور سالوں کی جدائی دے دی۔ میں تو ندا بچی سے شرمندہ ہوں۔ کیا سوچتی ہوگی۔ کتنے فخر سے میں نے اس کا رشتہ ختم ہوتے ہی اپنے بیٹے کو آگے کیا کہ ہمارا فرماں بردار بچہ ہے۔ انکار نہیں کرے گا۔ اس نے مارے باندھے شادی تو کرلی پر رسیاں تڑا کر بھاگ گیا۔ میری تو ناک خاک آلود کر دی اس نا ہنجار نے۔ بھائی بھابھی کی شکوہ بھری نظریں زمین میں گاڑ دیتی ہیں۔" تایا اچھے خاصے برہم ہو کر بول رہے تھے۔ ندا نے ریموٹ صوفے پر رکھا اور اٹھ کر اپنے بیڈ روم میں آگئی۔

"تو حلیم صاحب اب آپ اس طرح کے بہانے بنا کر وہیں رہنا چاہتے ہیں تاکہ مجھ سے جان چھڑا سکیں۔" ایک کرب ناک مسکراہٹ کے ساتھ اس نے سوچا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ پھر سائیڈ ٹیبل سے کاغذات کا پلندہ اٹھایا اور تلخ سوچوں سے نجات کی خاطر اپنی ادھوری کہانی مکمل کرنا شروع کر دی۔

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب موبائل کی مسلسل بجتی رنگ نے اس کے لکھنے میں رخنہ ڈالا۔

"حلیم کالنگ۔" دیکھ کر ایک پل کو دل دھڑکا۔

"یہ مجھے کیوں کال کر رہا ہے۔" دو سال میں

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET
HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

پہلی بار یہ انہونی ہوئی تھی۔ سو اس نے حیران ہو کر کال اٹھائی۔

"ہیلو عدا! کیسی ہو؟" حلیم نے جیسے معمول کے لہجے میں پوچھا۔

"ہم..... ٹھیک۔" عدا نے آہستہ سے کہا۔

"تم سو رہی تھی، سوری فار ڈسٹربنس۔" وہ بولا تو عدا کا بے اختیار دل چاہا، کہہ دے تمہارے جانے کے بعد نیند نے بھی رخ پھیر لیا ہے۔ مگر وہ خاموش رہی۔

"عدا! وہ بات دراصل یہ ہے کہ مجھے ایک اور امتحان دینا ہے۔ اسی لیے میں کچھ عرصہ ابھی یہیں رہنا چاہتا ہوں۔ امی بابا کو خواہ مخواہ کا غصہ چڑھا ہوا ہے۔ کچھ سوچنے سمجھنے پر تیار نہیں ہیں۔ بس واپسی کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ تم ان کو سمجھاؤ۔ تھوڑا ریلیکس کریں۔ خالی ایم بی بی ایس سے کچھ نہیں ہوتا۔ ان ڈگریوں سے ہی میرا فیوچر بنے گا۔" وہ رسان سے بولا تو عدا کا دل چاہا، اس خود غرض انسان کی کال کاٹ دے جو اپنی غرض پڑنے پر اس سے بات کر رہا تھا۔

"وعدہ کرو سمجھاؤ گی۔" وہ اس کا سکوت سن کر وعدہ لینے لگا۔

"میں نہیں سمجھاؤں گی حلیم!" وہ سکون سے بولی تو حلیم حیران ہوا۔

"کیوں؟" حلیم نے غصے سے پوچھا۔

"میری مرضی۔ یہ آپ کا مقدمہ ہے، آپ خود لڑیں۔" وہ بے نیازی سے بولی۔ "ویسے بھی خود غرضی میں تو آپ نے ماسٹرز کر رکھا ہے۔ اب دوسری ڈگریوں کو حاصل کرنے کی کیا ضرورت۔ اسی سے کام چل جائے گا۔" عدا کی آواز میں طنز کی آمیزش تھی۔ حلیم بے طرح چونکا۔

"کیا خود غرضی دکھائی ہے میں نے محترمہ جو آپ مجھے جتا رہی ہیں۔" وہ مخصوص تیکھے پن سے بولا۔

"یہ آپ خود سے پوچھیے محترم! اچھے سے جواب مل جائے گا۔" عدا نے کہہ کر کھٹ سے سیل آف کر دیا اور پھر سے قلم اٹھایا مگر اب ایک لفظ نہیں لکھا جا رہا تھا۔ جھنجھلا کر اس نے پین ٹیبل پر پٹخا۔ حلیم کی آواز نے اس کو واقعی ڈسٹرب کر دیا تھا۔

☆☆☆

دوسرے دن اس نے لائبہ سے حلیم کی کال کا ذکر کیا تو وہ بے اختیار ہنسنے لگی۔

"بہت اچھا کیا تم نے۔" اس کی بات پر عدا حیران ہوئی۔

"تم اس کی سگی بہن ہی ہو نا۔"

"ہاں۔ مگر میں تمہاری بہن زیادہ ہوں۔ مجھے تمہارا احساس حلیم بھائی سے زیادہ ہے عدا!" پھر وہ عدا سے لپٹ گئی تو عدا کی آنکھیں اتنے پیار پر نم ہو گئیں۔

"تمہارے حق کے لیے ہم سب اسٹینڈ لیں گی جانی۔ فکر مت کرو۔"

"جو مانگنے سے ملے، وہ حق نہیں ہوتا لائبہ! بھیک ہوتی ہے۔" عدا نے بھیگی آواز میں کہا۔ "اور مجھے بھیک نہیں چاہیے۔" وہ لائبہ سے ایک دم الگ ہو کر رخ موڑ گئی۔

"پتا ہے آج مجھ سے ایک ڈراما پروڈیوسر نے کانٹیکٹ کیا۔ وہ میرے ناول "ساون کے آنسو" کو ڈرامائز کرنا چاہتی ہیں۔" عدا نے اپنی آنکھیں صاف کرتے بتایا تو لائبہ اچھل پڑی۔

"کیا سچ..... یہ تو بہت بڑی خبر ہے۔ اب میری بھابھی ڈراما رائٹر بنیں گی۔" عدا اس کو بچوں کی طرح خوش ہوتے دیکھنے لگی۔

"آؤ تایا سے بات کرنی ہے۔" عدا اسے لے کر کمرے سے نکلی۔

☆☆☆

تایا نے بھی اس خبر پر خوشی کا اظہار کیا اور عدا کو بخوشی اسکرپٹ رائٹنگ کی اجازت دے دی۔ عدا کی رائٹر فرینڈ جو اسکرین رائٹر بھی تھی، اسی کے توسط سے اس سے رابطہ کیا گیا تھا۔ پروڈیوسر سے پہلی ہی میٹنگ کامیاب رہی اس کا ون لائنر ڈسکس کیا گیا۔ کچھ ہی

دنوں میں معاہدہ طے ہو گیا اور عدا نے اسکرپٹ رائٹنگ شروع کر دی۔ اس کے دن رات بہت مصروف گزرنے لگے۔ وہ ڈراما اسکرپٹ کے ساتھ ڈائجسٹ کے لیے قسط وار ناول بھی لکھ رہی تھی۔ سو سر اٹھانے کی فرصت نہ تھی۔ اس دوران دو تین مرتبہ حلیم کی کال آئی مگر اس نے نظر انداز کر دیا۔

"اب بھلا مجھے کال کر کے کیا کہنا چاہتا ہوگا سوائے اس کے کہ بابا، اماں کو کنونس کرو تو اس سے انکار تو میں کر ہی چکی ہوں۔"

وہ سوچتی اور سر جھٹک دیتی۔ اس رات جب وہ حسب عادت رائٹنگ میں منہمک تھی حلیم کی اسکائپ پر ویڈیو کال آنے لگی۔ عدا نے کال کاٹ دی۔ کال پھر آنے لگی تو عدا نے کچھ سوچ کر کا بٹن دبایا۔ اسکرین پر حلیم کا فریش سا چہرہ نمودار ہوا۔

"السلام علیکم۔" عدا نے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام! کیسی ہو؟" وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک۔" عدا نے یک لفظی جواب دیا۔

"میرا کام کیا۔" اس نے فوراً پوچھا۔

"کون سا۔" عدا انجان بنی۔

"بابا اماں کو سمجھانے والا۔"

"نہیں۔" عدا نے صاف جواب دیا۔

"بہت بدتمیز لڑکی ہو۔ میرا اتنا سا کام نہیں کر سکتیں۔ تمہاری ہی وجہ سے میرے والدین میرے نہیں رہے۔ میری ذات یا میرے فیوچر سے ان کو ذرا دلچسپی نہیں۔ اب تو میرا فون بھی نہیں اٹھاتے۔ اتنا پریشان کیا ہے تم نے۔" اس کے الزامات پر عدا کا دل ٹوٹ سا گیا۔

"پوری چال چلی تھی جو سب کو اپنا ہمنوا بنا لیا۔" وہ مزید بولا۔ عدا لب کاٹنے لگی۔

"بس یا کچھ اور بھی کہنا ہے؟" اس نے ضبط سے پوچھا۔

"ویڈیو کال اٹینڈ کرنے سے پہلے دوپٹا پہن لیتے ہیں۔ ذرا عقل نہیں ہے۔" حلیم کے احساس دلانے پر عدا پر شرمندگی سوار ہوئی۔ وہ لیپ ٹاپ ٹانگوں پر رکھے بیڈ پر نیم دراز تھی۔ لباس بھی شب خوابی کا پہنا ہوا تھا۔ احساس ہوتے ہی وہ فوراً سیدھی ہوئی اور اپنی شرٹ درست کی۔

"اب کیا فائدہ۔" حلیم کی بات پر وہ خفت زدہ ہوئی۔ "ویسے اتنی رات گئے تم جاگ کر کیا کر رہی ہو؟" اس نے اچانک پوچھا۔

"کچھ تو کر رہی تھی۔" عدا نے بے نیازی دکھائی۔

"مثلاً کیا؟" حلیم اب بھی غور سے دیکھ رہا تھا۔ عدا نے سائیڈ سے تکیہ اٹھا کر گود میں رکھا۔ وہ اس کی حرکت پر مبہم سا مسکرایا۔

"میں آپ کو بتانے کی پابند نہیں۔" عدا نے کھٹ سے کہا۔

"تو کس کو بتانے کی پابند ہو؟ رات کو ڈیوائسز استعمال کرنا نقصان دہ ہوتا ہے اور لیپ ٹاپ کو ٹانگوں پر تو بالکل نہ رکھا کرو۔" حلیم ایک ڈاکٹر بن کر سمجھانے لگا۔

"اور کچھ.....؟" عدا کو اس کا انداز ڈسٹرب کر رہا تھا۔

"اور جلد از جلد میرے پیرنٹس کو سمجھاؤ۔ میرے فیوچر پلان کے حوالے سے ان کا کانسیپٹ کلیئر کرو۔ میں یہاں گھاس کھودنے نہیں آیا۔ پڑھ رہا ہوں۔"

"آپ کے فیوچر پلان میں بڑی بڑی ڈگریاں اور ایک ڈاکٹر بیوی شامل ہے۔ یہی کانسیپٹ کلیئر کرنا ہے نا۔" عدا تلخی سے بولی۔ حلیم ایک دم ہنس دیا۔

"ہاہاہا۔ بہت سمجھدار ہو تم تو۔ بالکل یہی بات کرنی ہے۔ کرو گی نا۔" وہ عجیب انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"کبھی نہیں۔" عدا نے لیپ ٹاپ کو زور سے بند کیا اور بیڈ کے نیچے لڑھکا دیا۔

☆☆☆

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

آٹھ ماہ کی دن رات کی محنت رنگ لائی اور بالآخر اس کا ڈراما آن ایئر آ گیا۔ ڈرامے کے پرومو اتنے متاثر کن تھے کہ ناظرین کو کئی مہینوں سے اس کا شدت سے انتظار تھا۔ ڈراما کا شان دار او ایس ٹی سانگ بھی دھوم مچا گیا تھا۔ یوٹیوب پر اس کو سینکڑوں بار دیکھا اور شیئر کیا گیا تھا۔

ڈرامے کی پہلی ہی قسط جان دار تھی۔ اداکاروں کی لاجواب اداکاری نے عنا کے لکھے گئے مکالموں میں جان ڈال دی۔ گھر کے جملہ افراد خانہ نے ایک ساتھ بیٹھ کر یہ ڈراما دیکھا اور ڈراما ختم ہوتے ہی عنا کو بہت داد دی۔ تایا نے اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا ڈھیروں دعائیں دے ڈالیں۔ تائی نے بھی گلے لگایا۔

"خوب ترقی کرو، سدا سہاگن رہو۔" ان کی دعا پر عنا کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ لائبہ اور رمشہ کی دوستوں کے فون آنا شروع ہو گئے۔ وہ ڈرامے کی پہلی قسط پر تبصرہ کر کے مبارک باد دے رہی تھیں۔ عنا شکر کا طاقت ور احساس لیے اپنے رب کے آگے سجدہ ریز ہو گئی جس نے اس کو اس کی اوقات سے زیادہ نوازا تھا۔

☆☆☆

"ساون کے آنسو" جس تیزی سے مقبولیت کے مدارج طے کر رہا تھا۔ عنا کی ڈیمانڈ بھی اسی تیزی سے بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ ایک دم سے اسپاٹ لائٹ میں آ گئی تھی۔ کئی بڑے پروڈکشن کی آفرز آ گئیں۔ عنا تعداد سے زیادہ معیار پر یقین رکھتی تھی سو ان میں سے سوچ سمجھ کر اس نے چند ہی سائن کیے۔

وہ اپنا سارا فوکس اپنی لکھائی پر رکھنا چاہتی تھی۔ سوشلائز ہونا — اسے پسند نہیں تھا مگر یہ چند شوز کا جانا ہی دھماکا کر گیا۔ خوب صورت الفاظ کو ہموار وحدت دینے والی رائٹر خود اتنی حسین اور کم عمر ہو گی۔ ناظرین دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پھر تو اس کی شوز میں شرکت کی تصاویر اور ویڈیوز تیزی سے سوشل میڈیا پر وائرل ہونا شروع ہو گئیں۔ مختلف فین پیجز اور گروپس میں اس کے فینز نے پرزور فرمائش کی کہ وہ اپنے ڈراموں میں ایز آ ہیروئن جلوہ گر ہو تاکہ ٹی وی کو بیک وقت ایک خوب صورت اور ذہین اداکارہ نصیب ہو۔ لائبہ اور رمشہ ان پیجز کو فالو کر رہی تھیں۔ وہ دونوں جب یہ باتیں پڑھتیں تو بے انتہا خوش ہوتیں فوراً آ کر عنا سے شیئر کرتیں۔ عنا سن کر بس مسکرا دی رہتی۔ اللہ نے تھوڑی تکالیف دے کر بدلے میں بے حساب خوشیاں دے دی تھیں۔ وہ سوچتی اور شکر گزار ہوتی۔

☆☆☆

رمشہ نے ہاؤس جاب مکمل کی تو اس کی شادی طے ہو گئی۔ وہ اپنے خالہ زاد سے منسوب تھی اور کئی سال سے اس کی ڈاکٹری مکمل ہونے کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ ایک ماہ بعد کی تاریخ اس کے سسرالیوں کو دے دی گئی۔ حلیم کو بھی فون کھڑکا دیا گیا۔ تایا نے اچھی خاصی دھمکیاں دے کر اس کو ہر صورت پاکستان آنے کا کہا۔ اس کو گئے چار سال ہونے کو آ رہے تھے۔ یہ ایک لمبا عرصہ تھا۔ تایا، تائی اس پر خفا ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی صورت دیکھنے کو بھی بے تاب تھے۔ گھر میں شادی کی روایتی ہلچل مچ گئی تھی۔ عنا نے بھی لکھنا لکھانا ترک کر کے لائبہ اور رمشہ کے ساتھ شاپنگ پر جانا شروع کر دیا تھا۔ کام بہت زیادہ تھے اور وقت بہت کم۔ اس دن بھی وہ شاپنگ کر کے تھکی ہاری گھر لوٹیں تو عنا شاپرز لائبہ کے حوالے کر کے سیدھا اپنے بیڈ روم میں چلی آئی۔ کمرے میں نیم اندھیرا تھا وہ دوپٹا اور سینڈلز اتار کر بیڈ پر لیٹ گئی اور کمفرٹر اوڑھ لیا۔ ابھی شام کے چھ بجے تھے اس کا ارادہ تھوڑی دیر آرام کر کے اٹھنے کا تھا۔ وہ آنکھیں موند کر سونے کی کوشش کرنے لگی مگر ایک عجیب احساس نیند میں حائل ہو رہا تھا۔ کمفرٹر سے حلیم کے مخصوص کلون کی خوشبو آ رہی تھی۔

یہ خوشبو اس کے جانے کے چند دنوں بعد تک بستر پر موجود رہی تھی اور پھر چار سال عنا اس خوشبو سے محروم رہی۔ مگر اب پھر سے......

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

"حلیم شاید مجھے آج کل بہت یاد آنے لگا ہے۔ فارغ جو ہو گئی ہوں۔ لکھنے سے ذہن بٹا رہتا تھا۔" عنا نے وجہ تلاش کی۔ پھر اپنی قوت شامہ کو بری الذمہ قرار دے کر کروٹ بدلی پھر کچھ محسوس ہونے پر ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی اور آنکھیں پھاڑ کر بستر کے دوسری طرف بے خبر سوئے حلیم کو دیکھا۔

"مائی گاڈ۔ یہ کب آیا؟" وہ حیران سی ہوئی۔ اس دوران اس کی موجودگی سے حلیم کی آنکھ کھل گئی تھی اس نے سائیڈ ٹیبل پر دھرا لیمپ ہاتھ مار کر آن کیا۔ عنا قریب ہی بیٹھی نظر آئی۔ اس نے جمائی لے کر ایک زبردست انگڑائی لی اور اٹھ بیٹھا۔

"دوپہر ایک بجے سے آیا ہوا ہوں۔ آپ کے سیر سپاٹے اب ختم ہوئے ہیں عنا صاحبہ؟" وہ چھیڑنے کے انداز میں اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"آپ نے آنے کی اطلاع دی ہوتی تو آپ کی راہوں میں پھول بچھاتی حلیم صاحب!" وہ طنزیہ کہہ کر بیڈ سے اترنے لگی۔ حلیم نے فوراً اس کا بازو پکڑا۔

"بڑے تیور دکھا رہی ہو۔ میرا فون نہیں اٹھاتیں، میرے میسجز کو نظر انداز کرتی ہو۔ نکالوں ابھی آپ کے کس بل۔" وہ اس کا بازو پیچھے کی طرف موڑ کر بولا تو عنا بلبلا سا اٹھی۔

"چھوڑیں مجھے۔ خود غرض اور منافق انسان۔"

"یعنی تم مجھے خود غرضی کے طعنے کیوں دیتی ہو بار بار۔" حلیم ایک دم غصے میں آیا اور اس کے بازو کو زور سے دبایا۔

"کیونکہ آپ ہیں خود غرض اور اب میرا بازو چھوڑیں ورنہ میں چیخ چیخ کر سارے گھر کو اکٹھا کر لوں گی۔" عنا نے زور لگا کر خود کو چھڑاتے دھمکی دی۔

"اچھا۔ کیا کہو گی۔ میں کیا کر رہا تھا۔" وہ اس کے اتنے قریب آیا کہ اس کی سانسیں عنا کے چہرے سے ٹکرانے لگیں۔ عنا اتنی قربت پر خاموش سی ہو گئی۔

"ان سے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ سے کہہ رہی ہوں۔ آئی ہیٹ یو حلیم!" وہ اپنی کمزوری پر قابو پا کر ہموار لہجے میں بولی تو حلیم کی گرفت ڈھیلی پڑی۔ عنا فوراً دور ہوئی اور جھٹ بیڈ سے اتری۔

"میں نے آپ کو بہت اچھا سمجھا تھا حلیم! اگر آپ بہت برے ہیں۔ دنیا کے سب سے برے انسان، سب سے برے۔" وہ بے اختیار روتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئی۔

☆☆☆

حلیم نے ان چند دنوں میں تایا کا کافی ہاتھ بٹایا تھا۔ وہ اس سے مل کر سارے گلے بھلا بیٹھے تھے۔ تائی تو ہر وقت لاڈلے بیٹے کے واری صدقے جاتیں۔ اس کی پسند کو مدنظر رکھ کر پکوان بنواتیں۔ گھر میں اس کے آنے سے رونق آ گئی تھی۔ عنا نے یہ تسلیم کیا۔ لائبہ اور رمشہ بھی طویل عرصے بعد بھائی سے مل کر خوش تھیں۔ چھوٹی اماں بھی آ گئی تھیں۔ اگرچہ موقع ایسا تھا کہ مل بیٹھ کر تفصیلی بات چیت کرنے کا وقت بہت کم مل رہا تھا پھر بھی سب خوش تھے۔ بس عنا اور حلیم کے درمیان سرد مہری قائم تھی۔

پہلے دن کے بعد حلیم بھی فاصلے پر تھا۔ سب کے سامنے تھوڑی بہت بات ہو جاتی مگر کمرے میں آ کر دونوں اجنبی بن جاتے۔ عنا پھر سے صوفے پر سونے لگی تھی۔ آج کل لکھنا چھوڑا ہوا تھا تو جلدی سونے لگی اور حیرت انگیز طور پر نیند بھی پھر سے مہربان ہو گئی۔ وہ لیٹتے ہی سو جاتی۔ "حلیم کی کمرے میں موجودگی ایسی لوری ہے جو مجھے کسی بچے کی طرح بے خبر سلا دیتی ہے۔" عنا تعجب سے سوچتی۔

☆☆☆

اس دن اس کے ڈرامے کا لاسٹ ایپی سوڈ آن ایئر تھا۔ سب گھر والے حسب عادت رات کے آٹھ بجے ٹی وی لاؤنج میں جمع ہو گئے اور اشتیاق سے ٹی وی دیکھنے لگے۔ حلیم بھی آ کر بیٹھا تھا اور سب کے خوشی سے کھلتے چہرے دیکھنے لگا۔ ڈراما شروع ہوا تو اس کو دم سادھ کر دیکھنے پر مجبور کر گیا۔ آخری قسط کے مناظر بہت دلچسپ اور اثر انگیز تھے۔ ہر کردار

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET
HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

ڈوب کر اداکاری کررہا تھا۔ زبردست جذباتی مکالمات نے دلوں کو گداز کردیا۔ بالآخر اختتامی قسط میں ڈرامے کو عمدہ طریقے سے اپنے انجام کی طرف بھیجا گیا تھا۔ ڈرامہ ختم ہوا تو جیسے کوئی سحر ٹوٹا۔ رمعہ نے ٹی وی آف کردیا۔ اب وہ اور لائبہ خوشی سے اچھل کر عدا سے لپٹ رہی تھیں۔ اسے اتنے زبردست ڈرامے کے بہترین انجام پر مبارک بادیں دے رہی تھیں۔

حلیم نے عدا کا چہرہ دیکھا جو اندرونی خوشی سے جگمگا رہا تھا۔ وہ اب تایا سے ستائشی الفاظ سن کر مسرور ہورہی تھی۔ پھر اس کے سیل پر فون کالز کا تانتا بندھ گیا اور وہ مختلف لوگوں کا سراہنا سن کر مسکراتی رہی۔

رات کے کھانے کے بعد دونوں کمرے میں آئے تو آج عدا کو سونے کی فرصت نہیں مل رہی تھی۔ میسجز کی ٹونز بجتیں۔ کبھی فیس بک سے پیغام آتے۔ وہ شکریے کے الفاظ ٹائپ کرتے کرتے تھک سی گئی۔ پھر کانٹینینٹ ہیڈ کا فون آیا۔ تو وہ اس کے ساتھ سلیبریٹنگ ڈنر کا پروگرام ڈسکس کرنے لگی۔ حلیم اس کو کافی دیر اسی طرح مگن دیکھتا رہا۔ آج وہ صوفہ پر جانا بھول گئی تھی۔ بلکہ بیڈ کے ایک طرف بیٹھی موبائل میں مصروف تھی۔

"عدا......!" حلیم نے اچانک اس کا ہاتھ پکڑ کر پکارا تو وہ چونکی:

"مبارک ہو۔" وہ اس کا ہاتھ دبا کر بولا تو عدا کے ہاتھ سے موبائل پھسل کر گرا۔ اس نے حلیم کو دیکھا جس کے تیکھے نقوش میں نرمی کا تاثر تھا۔

"زبردست اور بہت منفرد ڈرامہ لکھا عدا۔ میں مکمل تو نہیں دیکھ سکا۔ لیکن لاسٹ ایپی لاجواب تھی اور آج مجھے پتا چلا کہ تم بہت ٹیلنٹڈ ہو یار۔" وہ ستائشی انداز میں اسے دیکھنے لگا تو عدا کے حلق میں نمی اترنے لگی۔

"میں ٹیلنٹڈ نہیں ہوں حلیم! ذہانت تو صرف میڈیسن پڑھنے والوں میں ہوتی ہے۔ باقی سب تو عقل سے کورے ہوتے ہیں۔" وہ تلخ ہو کر بولی تو حلیم ذرا خفت زدہ ہوا۔

"اب ایسی بات بھی نہیں۔"

"ایسی ہی بات ہے۔ آپ کے ارشادات مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر اپنے خیالات مت بدلیں۔" وہ ہاتھ چھڑا کر دور ہٹی۔

"میں غلطی پر تھا عدا!" حلیم آہستہ سے کہہ کر پھر قریب آیا۔

"غلطی..... آپ بھول گئے کہ آپ کے پلانز میں ایک ذہین ڈاکٹر بیوی شامل تھی۔ پلان ایک اسپیشلائزیشن کرنا۔ پلان دو لیڈی ڈاکٹر سے شادی کرنا۔ پلان ایک تکمیل پا گیا۔ پلان دو کو جلدی انجام سونپ دیجیے۔ میں آپ کی راہ کا کانٹا ہوں، مجھے نکال پھینکیے۔ جہاں چار سال آپ کے بغیر گزارے ہیں۔ وہیں باقی زندگی بھی گزر جائے گی۔" وہ غصے سے بیڈ سے اتر کر کھڑی ہوگئی اور تن فن کرتی صوفے پر جا کر لیٹ گئی۔

"لائٹ بند کردیں۔ مجھے نیند آرہی ہے۔" پھر وہ بازو آنکھوں پر رکھ کر بھاری آواز میں بولی تو حلیم لب بھینچ کر اس کو دیکھتا رہ گیا۔

☆☆☆

دونوں کے درمیان پھر سرد مہری کی لکیر کھنچ گئی جس کو حلیم کی طرف سے پاٹنے کی کوشش ہر بار عدا ناکام بنا دیتی۔ اسے اپنے روتے سسکتے چار سالوں کا غم نہیں بھولتا تھا۔

"حلیم مہربان ہوا ہے تو اس کی وجہ میری محبت نہیں، وہ ذہانت ہے جو اسے اب نظر آئی ہے۔" عدا کو یہ زہریلی سوچ آتی اور حلیم سے متنفر کردیتی۔ اسی کھینچا تانی میں رمعہ کی شادی کا فنکشن بھی آپہنچا۔ عدا نے فنکشن کی مناسبت سے ہی گرین فراکی چوڑیوں کو چھوتی لمبی میکسی پہنی تھی۔ جس پر نفیس سا سلور کام تھا۔ بالوں کو بلو ڈرائی کرکے سلیقے سے میک اپ کیے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ شادی ہوٹل میں تھی۔ دولہا دلہن کی آمد کے بعد ان کے فوٹو سیشن کا طویل دور شروع ہوا تو عدا اسٹیج سے اتر کر نیچے آگئی۔ یہاں لائبہ اور رمعہ کی کلاس میٹ نے اسے گھیر لیا اور اس کے ڈرامے کے متعلق اظہار خیال کرنے لگی۔ عدا مسکرا مسکرا کر اس کے تبصرے سنتی رہی۔ پھر وہ اس کے ساتھ سیلفیز کھنچوانے لگی۔

"آپ ماشاء اللہ بہت پیاری ہیں۔ بہت فوٹو جینک چہرہ ہے۔" رمعہ کی دوست حبہ نے موبائل سے تصاویر دکھاتے ہوئے کہا تو عدا مسکرادی۔

"ان کے شوہر بھی بہت پیارے ہیں۔ کیا خیال ہے۔" حلیم نے اچانک آکر عدا کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا تو عدا ایک دم چونکی۔ جبکہ حبہ جھینپ سی گئی۔

"کیوں۔ نہیں ہوں کیا۔" حلیم نے مسکرا کر پوچھا۔

"آپ پیارے نہیں، بہت ہینڈسم ہیں اور میں مزید کچھ بولوں گی تو بھابھی کو برا لگ سکتا ہے۔" حبہ نے منہ پھٹ انداز میں کہا تو حلیم نے قہقہہ لگایا۔

"ارے نہیں، یہ برا نہیں مانتیں۔ بہت کھلے ذہن کی ہیں۔ ان فیکٹ یہ تو میرے لیے کسی ڈاکٹر بیوی کی تلاش میں ہیں۔" حلیم نے عدا کو ساتھ لگاتے کہا تو حبہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"رئیلی۔ آپ دونوں کا تو ایک دم پرفیکٹ کپل ہے۔" وہ فوراً بولی۔

"وہی تو میں بھی سمجھاتا ہوں ان کو۔ مجھے ایک جانی مانی رائٹر بیوی مل گئی ہے اب ڈاکٹر کی کیا ضرورت۔ مگر یہ ڈرامہ کوئین مانتی نہیں۔" حلیم نے عدا کو شرارت سے دیکھا تو عدا نے خفا نظر اس پر ڈالی۔ حبہ بھی حلیم کی شرارت سمجھ کر مسکرائی اور ایکسکیوز کر کے چلی گئی۔

"ڈرامہ کوئین کس کو کہا۔" اس کے جاتے ہی عدا خفا ہوئی۔

"تمہیں اور کسے۔" حلیم نے کندھے اچکائے۔ "ڈرامہ کوئین نہیں ہو کیا۔ اتنا اچھا ڈرامہ لکھا ہے۔" وہ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔

"میں سب سمجھ رہی ہوں۔" عدا نے خفگی سے کہا۔

"تم کچھ بھی تو نہیں سمجھ رہیں۔" حلیم نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔

"لائبہ! ہم دونوں کی تصویر نکالو۔" پھر اس نے پاس گزرتی لائبہ سے کہا اور عدا سے جڑ کر کھڑا ہوگیا۔

"عدا بھابھی! اسمائل پلیز۔" لائبہ کو اس کے سخت نقوش کھلنے لگے۔ عدا بمشکل مسکرائی۔ لائبہ نے کئی تصاویر کھٹا کھٹ نکالیں۔ عدا کو حلیم کا اپنی شادی پر بے دلی سے تصاویر اتروانا یاد آیا تو وہ بددلی سے حلیم سے دور ہوئی اور تیز قدموں سے اسٹیج پر چڑھ گئی۔

کھانے کے بعد رمعہ کی رخصتی عمل میں لائی گئی۔ وہ ماں بہنوں سے لپٹ کر بے اختیار رونے لگی تھی۔ پھر وہ عدا کے گلے لگی۔ عدا نے اس کے آنسو صاف کیے۔

"بس کرو رمعہ!" عدا کو خود رونا آرہا تھا۔ رمعہ کے روپ میں اپنا آپ دکھائی دے رہا تھا۔ رمعہ سے الگ ہو کر وہ بھی بے آواز روتی ہوئی کافی دور جا کے کھڑی ہوئی۔ رمعہ کو گاڑی میں بٹھا کر رخصت کیا جارہا تھا۔ عدا نے موبائل میں ٹائم دیکھا۔ رات کے پونے بارہ بج رہے تھے۔

"چلو۔ اب کیا یہاں رہ کر تم نے کیٹرنگ والوں کے ساتھ برتن سمیٹنے ہیں۔" حلیم نے آکر بازو سے پکڑا تو وہ چونکی۔

"چلو بھی۔" وہ اسے لے کر اپنی گاڑی کی طرف آگیا۔

"تائی اور لائبہ کہاں ہیں؟" عدا نے بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بابا کے ساتھ ہیں۔" حلیم نے کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کردی اور سی ڈی پلیئر چلا دیا۔ ساحر علی بگا کی آواز گاڑی میں گونجنے لگی۔

ساکوں ڈھول منانا ایساکوں یار منانا
انبھاوے
سردی بازی لگ جاوے

اونچے سروں میں گانے کے ساتھ گنگناتے اس نے عدا کو دیکھا۔ عدا اس کی آنکھوں کے تاثر سے کنفیوز ہوئی۔

ایہو خطرہ جانا انبھاوے سردی بازی لگ
جاوے

وہ اسٹیرنگ بجاتے مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔

"گانا تو چھوڑیں اور سامنے دیکھ کر چلائیں۔" وہ بے آرام ہو کر بولی تو حلیم نے سر ہلا کر فرماں برداری

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

کا اظہار کیا اور نظریں ونڈ اسکرین پر جما دیں۔ عنا کچھ پرسکون ہوئی اور سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ پھر بھی گانے کے بول اسے ڈسٹرب کر رہے تھے۔ عنا نے تسلیم کیا کہ حلیم کی آواز بہت خوبصورت ہے۔

تمھارے بول جو بول دیے ہیں تے

سوہنیے تیرا پیار کمائی اے

حلیم نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

عنا کا دل دھڑک اٹھا۔

دل توں لے کر جان تک جو کچھ وی اے تیرے اے

حلیم نے اس ہاتھ کو اٹھا کر اپنے سینے پر رکھا۔ عنا کی سانسیں بے ترتیب ہونے لگیں۔

بہ ظاہر وہ غصہ بیٹھی تھی۔ حلیم بہت ترنگ میں تھا۔ اس کا یہ روپ عنا نے پہلی بار دیکھا تھا۔ گانا ختم ہوا تو عنا نے اطمینان کا سانس لیا۔ کافی دیر بعد اس نے محسوس کیا کہ سفر ختم ہونے میں نہیں آرہا۔ شادی ہال سے گھر تک کی ڈرائیو بمشکل پندرہ منٹ کی تھی اور ان کو سفر کرتے پون گھنٹہ ہو گیا تھا۔

"یہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟" وہ بے چین ہو کر پوچھ بیٹھی۔

"اطمینان رکھو۔ تمہیں اغوا کر کے نہیں لے جا رہا۔" حلیم نے مگن انداز میں کہا تو عنا چپ ہو گئی۔ گاڑی فارم ہاؤس کے کھلے گیٹ کو کراس کر کے اندر داخل ہوئی تو عنا نے حیران ہو کر حلیم کو دیکھا جو گاڑی سے نیچے اتر رہا تھا۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" عنا تیزی سے اندر جاتے حلیم کے پیچھے آئی اور کڑے انداز سے پوچھا۔

"پکنک منانے۔" وہ اطمینان سے کہہ کر سٹنگ روم کے صوفے پر بیٹھا۔

"ہیں.....؟" عنا کا منہ ذرا سا وا ہوا۔ حلیم کے ہاتھ میں ایک شاپر تھا جس میں سے اس نے ایک بڑا سا کیک برآمد کیا اور سینٹرل ٹیبل پر رکھا۔

"آؤ اپنی چوتھی میرج اینورسری کا کیک کاٹیں۔" وہ غصیلی سی چھری ہاتھ میں لے کر بولا تو عنا چونکی۔

آج بارہ مارچ ان کی شادی کی تاریخ تھی۔

"کم آن عنا!" اس کے اصرار پر عنا بیگانگی انداز میں اس کے قریب بیٹھ گئی۔ سرخ رنگ کا دل کی شکل کا کیک تھا جس پر وائٹ کریم سے ہیپی اینیورسری کے حروف لکھے گئے تھے۔ حلیم نے اس کے ہاتھ میں چھری دی اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ کر کیک پر پھیرنے لگا۔

"ہیپی اینیورسری عنا اینڈ حلیم۔" وہ با آواز بلند گنگنایا۔ پھر ایک پیس کاٹ کر اس کے منہ میں ڈالا۔ عنا نے پھیکے حلق سے وہ پیس اندر اتارا۔

"یہ لو تمہارا اینیورسری گفٹ۔" حلیم نے ایک خوب صورت پیکنگ والا باکس اس کی گود میں رکھا۔

"کھول کر نہیں دیکھو گی۔ کیا دیا ہے۔" عنا کے غصیلے انداز پر حلیم مایوس ہوا۔

"نہیں۔ آپ نے چار سالوں میں مجھے نظر انداز کیا اور خود سے دوری کے اتنے قیمتی تحائف دیے ہیں کہ اب کسی اور تحفے کی طلب ہی نہیں ہے۔" وہ بھیگی آواز میں بولی تو وہ خاموش سا ہو گیا۔

"اسی لیے تمہیں یہاں لایا ہوں کہ تم کھل کر اپنی بھڑاس مجھ پر نکال لو۔ دل میں پالنے سے زخم ناسور بن جاتے ہیں عنا!" پھر وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ناسور تو بن چکے ہیں حلیم!" عنا نے صوفے سے ٹیک لگا لی۔

"تمہیں یاد ہے عنا! فارم ہاؤس میں گزری وہ رات۔ جب ہم دونوں تنہا تھے۔" حلیم کی بات پر عنا کے ذہن میں وہ رات تازہ ہو گئی۔ جس کی صبح نے اس کی زندگی ہی بدل دی تھی۔

"اس رات جب تم یہاں اس صوفے پر میرے بالکل قریب بیٹھی تھیں اور تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔" حلیم نے یاد دلایا تو اس کی کیفیت عجیب ہوئی۔

"کیسے بھول سکتی ہوں وہ رات۔" عنا نے آہستہ سے کہا۔

"برسات کی اس اندھیری رات میں خوف زدہ سی عنا میرا ہاتھ تھامے مجھ سے ہی ڈری ہوئی

HTTPS://READING.CARETOFUN.NET

میرے دل میں اتر گئی تھی۔" حلیم نے کہا تو عنا نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔ عنا وہی لمحے تھے جب تمہاری محبت میرے دل میں بنا دستک دیے اندر چلی آئی۔ تم مجھ سے ڈری تھیں اور میں اپنے جذبوں سے۔ پھر اس رات کی صبح میں نے اپنے جذبات کو خود ہی جھٹلا دیا اور بعد کے دنوں میں ہر بار جھٹلاتا رہا۔ میں نے شروع سے اپنی پسند کا ایک معیار مقرر کر رکھا تھا جس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں تھی۔ تم کسی طرح اس معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں۔ لیکن میرا دل اچانک ہی تم پر آگیا تھا۔ پھر جب بابا نے ہم دونوں کی شادی کی بات کی تو لاکھ انکار کے باوجود میرے اندر کہیں اقرار موجود تھا۔ مگر میری پریکٹیکل سوچ مجھے باز رکھ رہی تھی۔ میں یکسو ہو کر اپنا گول حاصل کرنا چاہتا تھا، تب ہی پہلی رات تمہیں صاف صاف جتا دیا اور تمہیں اپنی فیوچر پلاننگ بتا دیں۔ لیکن تم نے تو میری توقع سے زیادہ ری ایکٹ کیا۔ تم تھوڑا نرم رہتیں تو شاید میرا دل مجھے ہرا کر تمہیں اپنانے پر مجبور کر دیتا۔"

وہ تھوڑی دیر خاموش ہوا۔

"یعنی یہ میری غلطی ہے۔ آپ کی باتیں سننے کے بعد میں آپ کے قدموں میں گر جاتی کہ خدارا مجھے اپنا لو حلیم! اب آپ مجھ پر احسان کر کے مجھے چند گھڑیاں قربت کی عنایت کر دے۔" عنا تیوریاں چڑھا کر بولی تو حلیم بے اختیار ہنسا۔

"بہت تیز ہو عنا! بس شکل سے معصوم نظر آتی ہو۔ خیر پھر میں باہر چلا گیا تو جاب میں بے حد منہمک ہو گیا۔ گھر والوں سے بات ہو جاتی تھی۔ تم سے رابطہ نہیں تھا۔ مگر میں نے تمہیں یاد بہت کیا ہے عنا! اس پر میرے اللہ کی گواہی کافی ہے۔ میں تمہیں جتانا نہیں چاہتا بس بتا رہا ہوں۔ پھر جب میری واپسی کا اصرار بڑھا تو میرے انکار پر سب نے میرا بائیکاٹ کروا دیا۔ مجھے اپنی ڈگری مکمل کرنی تھی سب کے علم میں تھا پھر بھی خفا ہو گئے تو میں نے تمہیں کال ملائی۔ تمہاری آواز سن کر ایک بار پھر دل بے اختیار ہونے لگا۔ مجھے تم سے بات کرنے کا بہانہ مل گیا۔ پھر تمہیں دیکھنے کی چاہ اتنی بڑھی کہ وڈیو کال ملائی۔ تمہاری صورت دیکھ کر بڑی اپنائیت محسوس کی۔ مگر تم بہت بہت ظالم ہو میری کال اٹھاتی نہیں تھیں۔ میرا اشتیاق دیدار سرچ کر رہ جاتا اور تم سکون سے رہتیں۔"

آج حلیم بہت کھل کر اعترافات کر رہا تھا۔

"اب تم سمجھ رہی ہو گی میں تمہاری سوکالڈ ذہانت سے متاثر ہو کر تمہاری طرف بڑھ رہا ہوں تو اپنے چھوٹے سے دماغ سے یہ غلط فہمی نکال دو۔ میرے دل نے چار سال پہلے اسی فارم ہاؤس کے اس صوفے پر براجمان ایک ڈرپوک اور سہمی سی لڑکی کو اپنا آپ سونپا تھا۔ کسی ابھرتی ہوئی مشہور ڈرامہ اسٹار کو نہیں۔"

حلیم نے عنا کے سر پر چپت ماری تو وہ جیسے ہلکی پھلکی ہو کر مسکرائی۔ حلیم کی باتوں نے سارے گلے شکوے ہوا میں تحلیل کر دیے تھے۔

"ہاں مگر قدرت نے یہ بات مجھے سمجھا دی کہ فیلڈ کوئی بھی ہو، ذہانت اپنا آپ منوا لیتی ہے۔" اس نے عنا کو ستائشی انداز میں دیکھا۔ "میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں پاگل لڑکی! میری طرف سے تمہاری جتنی دل آزاریاں ہوئی ہیں ان سب پر معافی کا طلب گار ہوں۔" عنا کو خود سے لگاتے وہ شرمسار نظر آیا۔

"آپ کے اعترافات نے میرے سارے گلے دور کر دیے ہیں حلیم!" عنا نے اس کے کندھے پر سر رکھ کر کہا۔

"مگر ایک پرابلم ہے۔" پھر وہ سیدھی ہوئی۔

"کون سی پرابلم؟" حلیم نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"آپ کی موجودگی میں مجھے نیند بہت آتی ہے۔ اب میں لیٹ نائٹ کیسے لکھ سکوں گی۔" وہ پریشان صورت بنا کر پوچھنے لگی تو حلیم بے اختیار مسکرایا۔

"بے فکر رہو۔ میں تمہیں جگائے رکھوں گا۔" وہ ذومعنی انداز میں بولا تو عنا نے جھینپ کر اسے دیکھا پھر اس کی شرارت سمجھ کر ایک دم سرخ ہو گئی۔ حلیم نے محبت سے اپنی ہم سفر کو دیکھا تھا۔